

آئینہ جمال

CHECKED

محترمہ بلقیس خاتون صاحبہ جمال بریلوی

نامہ نگار رسالہ عصمت دہلی

از قلم اخیر میلاک عصمت بک انجینی دہلی نے

بعد اخذ حق اشاعت دائمی

پہلی مرتبہ باہ جنوری ۱۹۳۳ء

محبوب الطالع برقی پریس دہلی میں چھپو کر شائع کیا

قیمت بارہ آنہ

ہندوستانی صحافت میں عصمت کا درجہ

ہندوستان کے چند مشہور اخبارات و رسائل کے الفاظ تیر

عصمت کے تمام مضامین مفید و محبوب ہوتے ہیں پھر ان قسم کا اکثر پیر فرام کرتا ہے،
 پورساہ ہے جو میں سال سے نوابی ترقی اور پورساہ کے لئے سینہ ہے۔
 عصمت یورپ کے اعلیٰ درجہ کے رسائل کے لئے اکثر پیر فرام کرتا ہے۔
 "ہیں مسٹر فرانسس جی کیمبرلینڈ"۔
 عصمت بہت قابلیت کے ساتھ ہر سال سے شائع کیا جا رہا ہے۔
 عصمت ہندوستان بھر کے تمام زمانہ رسالوں کا سرتاج ہے۔
 عصمت اپنے وقت کا بہترین زمانہ رسالہ ہے۔
 عصمت ترقی نسواں کے لئے نہایت قیمتی خدمات انجام دے رہا ہے۔
 عصمت کے اولیٰ مضامین کا معیار بلند ہے۔
 عصمت ہر اعتبار سے قابلِ توجہ ہے۔
 عصمت تمام زمانہ رسائل میں اعلیٰ ہے۔
 عصمت صنف نازک کی نہایت پیش ہر اخبارات انجام دے رہا ہے۔
 عصمت ممتاز زمانہ رسالوں میں سب سے اعلیٰ کی جا رہا ہے۔
 عصمت مسلمانوں کی نہایت شاعرانہ خدمات ہر سال سے انجام دے رہا ہے۔
 عصمت اپنی خوبوں کے لحاظ سے نوابی رسائل میں جتنی کا پرچہ تسلیم کیا جاتا ہے۔
 عصمت مہدی و معنوی ہر اعتبار سے شریف خاتونوں کے ہاتھ میں جانے کے قابل ہے۔
 عصمت اعلیٰ درجہ کا رسالہ ہے۔
 عصمت بابت وقت نہایت چین اور بہت دلچسپ و مفید رسالہ ہے۔
 عصمت بہت خصوصیت اور روزمرہ کی مثال کر کے ہر ہندوئی کی لئے شریک و نظام الشا
 عصمت عام زمانہ رسالوں کی طرح خرافات مضامین کا مجموعہ نہیں ہے اس کے مضامین
 حقیقتاً مفید ہوتے ہیں۔
 عصمت ہندوستان کے زمانہ پرجوں میں ایک امتیازی خصوصیت اور اعلیٰ شان رکھتا ہے۔
 برہمنی، ایک مجموعہ سے کم نہیں۔
 عصمت تمام زمانہ پرجوں میں قابلِ اعتماد ہے۔
 عصمت ہر دور کے لئے نہایت مفید مضامین شائع کرتا ہے۔
 عصمت کو مسلمانوں کا پیر فرام کرتا ہے۔
 مسلمانوں کے لئے نہایت مفید مضامین شائع کرتا ہے۔
 مسلمانوں کے لئے نہایت مفید مضامین شائع کرتا ہے۔

بیشی کرانیکل
 ایشور
 انڈین اسکول
 ہندو
 ہینس
 سیاست
 ہمایوں
 نسائی
 رویش

کشمیر
 پیشوا
 انگلینڈ
 دکن ریویو
 ہندو مدراس
 وکیل
 مسلمان
 مسلمان
 مسلمان

باب اول

جذباتِ پریشان

بلقیس جمال بیوی

فہرست مضامین باب اول

۳	۱	آوازِ دل
۵	۲	عرضِ مدعا
۶	۳	تخلیقِ کائنات
۷	۴	ماہِ عرب کی درگاہ میں
۸	۵	پیامِ تمنا
۱۰	۶	ردائے زہرا
۱۲	۷	ہلالِ عید سے
۱۴	۸	بچپن کی یاد
۱۶	۹	نحزِ راہِ حجاز
۲۰	۱۰	طور سے خطاب

آوازِ دل

جلوہ گرد زرات میں ہے برقِ افزائی تری شعلہٴ منتظرات میں ہوا کینہ سائی تری
بجز موجودات میں ہے مرنجِ فرمائی تری ہر حالِ ناز میں ہے جلوہ آرائی تری

دل ہو دل میں قطرہٴ خونِ دل بہل ہے تو

روشنی ہوئی پس اور آنکھوں میں میری تائی تو

چشمِ حسرتِ نیر میں تو شعلہٴ برقِ طپساں قلبِ حسرتِ ناز میں تو خطِ طربِ گراں
اُہِ خویش میں ہمارا شکِ بیخِ خیرِ خویش چکاں نالہٴ دلِ درز میں نتیجہٴ ہوسِ دل کا دہواں

کس قدر حیرتِ نیر ہے جلوہ پیرائی تری

حیرتِ خاموش ہے مستکینِ آرائی تری

جب دلِ خاموش میں پہا پہوئی چھ جستجو ایک مشتِ خاک کی اتنی بڑھائی اُبرو
شمعِ ایمن بن کے چمکا اک چراغِ آرزو بنگیا انسانِ گلِ دیوانہٴ زودِ قیٰمِ نو

آئینہ بن کر دلِ انساں محیر ہو گیا

قلبِ بے حس صورتِ تصویرِ شہِ رہ گیا

اس محیرِ آئینہ میں چھپ گئی اک روشنی اس شکستہٴ شیشہٴ انساں میں اک برقِ خفنی
چپکے چپکے خود بخود آہستہ آہستہ آگئی دل کو بنیائی ملی اور آنکھ کو حیرت ہوئی

ماہِ امینِ ظلمتِ انساں میں خفنی ہو گیا

زرہ زرہ قلبِ انسانی کا نورانی ہوا

دل میں چھپ کر چشمِ ظاہر سے نہاں رہتا تو پردہٴ امید میں جادو و فشاں رہتا ہے تو
چھپ گیا نظروں سے سینہ میں دانا رہتا تو ابرِ آبِ شک میں برقِ طپاں رہتا ہے تو

یہ مجازی آنکھ تیری دیر سے مایوس ہے
 دل ہمارا خود بخود تجھ سے مگر مانوس ہے
 اے صراہین ذرا جلوں کو کرے بے نقاب چشم مخفی سے ہٹا دے پردہ رنگ حجاب
 پھر اٹھائے سوائے تاباں سیکہ نورانی نقاب پھر دل بیتاب کو میرے بنائے کامیاب
 یہ دل بے تاب دست شوق میں آوارہ ہے
 سینہ خاموش ارمانوں کا اک گہوارہ ہے
 یہ شب خاموش وحشت اور یہ تاروں کا سماں یہ سیاہی رات کی یہ مضطرب دل کا دہواں
 صورت امید آوارہ ہے قلب سرگراں سجدہ صد آرزو سے آنکھ ہی برقی طپاں
 پھر چمک اے شعلہ دل چشم گوہر بار میں
 پھر بسم نیر ہو عینے دل لبیاں میں

عرضِ مدعا

تو کیفِ بخود ہے وجدانِ زندگی ہے
ہر پھول کی کلی ہے آنکھوں میں شبنم ہے
وہ دل مجھے عطا ہو جو درد سے بھرا ہو
جو قوم پرندہ ہو جو مصدرِ وفا ہو

تو حسنِ زندگی ہے تاروں میں شبنم ہے
زردوں میں تازگی ہے لگی کی شگفتگی ہے
کچھ دل میں شبنم ہے سامانِ زندگی ہے
جذبوں میں تازگی ہے اک شمعِ زندگی ہے

تو دل کا مدعا ہے آنکھوں کی تو نسیا ہے
غربت کا آسرا ہے غمگین کی دعا ہے
ٹپکے جواشکِ مضطر قربان ہو وطن پر
اُٹے جو آہ لب پر ہو شعلہ بار یکسر

جب ڈبٹی ہو کشتی ارمان و آرزو کی
سنا ہے آہ توہر اک درمند دل کی
ہو دل میں دہ حرارت ہو جس میں سوزِ ملت
سینہ ہو شامِ حسرت ہوں داغِ شمعِ غربت

میں ایک غمِ ظہروں مجبورِ خستہ ترہوں
موجِ غمِ اثر ہوں ہر وقت چہم ترہوں
وے دریںِ ندگانی پیغامِ نوحہ خوانی
یہ عہدِ زندگانی ہو یاس کی کہانی

کچھ میری التجا ہے کچھ میرا دعا ہے
کچھ تجھ سے آسرا ہے تجھ سے میری عبا ہے
حبِ وطن کا نغمہ ہو ہر نفس سے پیدا
یارِ دلِ شکستہ ہو سا غرمت

خاموش شننے والے میری عاکے نغمے
سن کر قبول کر لے پیغامِ آرزو کے
ہو حالِ زارِ میرا ایک شامِ یاسِ صحر
حالِ جہاںِ خستہ ہے سائلِ تمنا

تخلیق کائنات

(طرح) طفیل سرور عالم ہوا سارا جہاں پیدا
 ہوا اک جلوہ رخسار سے چہرے طپاں پیدا
 جبین نور کی تابش سے ماہِ ضو نشان پیدا
 شمیم زلف نے کی نکہتِ باغِ جہاں پیدا
 ہوئی ردائے نگاریں سے بہارِ بوستاں پیدا
 ہوئی عکسِ خمِ ابرو سے تیغِ ضو نشان پیدا
 ہوئے مژگاں کی جنبش سے خدنگِ خوشچمکاں پیدا
 شفق پیدا ہوئی سرفخی لب ہائے درخشاں سے
 دُرِ دندان کی تالیش سے منور بجلیاں پیدا
 نگاہِ مست کے جلووں سے پیدا چشمہ کوثر
 ہوا اک پر تو قامت سے گلزارِ جہاں پیدا
 ہوا سرورِ چراغاں جنبشِ انگشت سے پیدا
 ہوا اک عکسِ ناخن سے ہلالِ ضو نشان پیدا
 عطا گفتار نے نغمے کئے منقارِ بلبل کو
 ہوا اک جنبشِ رفتار سے زورِ رواں پیدا
 ہوئے تائے نمایاں آسمان پر ا شک تو بہ سے
 ہوئے آنسو جو یکجا ہو گئی اک کہکشاں پیدا
 سخن پیدا ہوا بہرِ ثنائے سرورِ بطلما
 ہوئی بہرِ ثنائی جمالِ مدحِ خواں پیدا

ماہ عرب

کی درگاہ میں

(مستزاد)

اے حسنِ عجب۔ اے جلوہٴ رب۔ اے ماہِ عرب ،
 اے کانِ صفا۔ اے جانِ سجا۔ اے شانِ وفا ،
 اے نورِ ہدیٰ اے صلیٰ علی۔ اے شمسِ ضحیٰ ،
 اے بوسےٴ رواں ، خوشبوئےٴ نہاں ، جادوئےٴ عیاں
 تنویرِ جبیں۔ خورشیدِ میں۔ تقدیرِ لیسِ حسیں۔
 اے لمحہٴ دل ، اے شعلہٴ دل اے شعلہٴ دل
 اے نکستِ گل ، اے سرخیِ گل ، اے ختمِ رسل
 اے شاہِ چمن ، اے ماہِ وطن ، تسکینِ محن
 کھول آئیکھ ذرا ، اے شاہِ وفا ، کر ہوشِ ذرا
 اے آنکےٴ خبر ، اے شاہِ بشر ، رکھ مرہمِ تر
 سچِ شاہِ جہاں ، امت کی فقاں ، ملت کے بیاں
 دیکھ کئے یہاں ، حسرت کے سماں ، ہیں اشکِ داں
 اب آئیکھ اٹھا ، اے شمعِ ہدایے ، کر چارہٴ ذرا
 ہیں زخمِ جگرِ خونابہ تر ہیں اشکِ نظر
 ہے دل میں نہاں شعلوں کا دھواں ، آنکھوں کا سماں
 حالت ہے زبوں ، اشکوں میں ہے خوں۔ سینہٴ جین جنوں
 اے مہرِ عجم
 اے ابرِ کرم
 اے شاہِ اُمم
 اے شمعِ حرم
 تنویرِ قدم
 اے ماہِ شیم
 تنویرِ حرم
 اے مرہمِ غم
 اے شمعِ عجم
 اے چارہٴ غم
 صدائےٴ غم
 اک سلکِ الم
 سلطانِ اُمم
 برساتِ شیم
 اک شبنمِ غم
 دلِ خارا الم

مجبورِ الم، پابندِ ستم، پروردہ غم
 پابندِ جفا محرومِ قضا نے دست نہ پا
 کیا کیا نہ سہا امت نے شہا عالم کی جفا
 اب زخمِ جگر چھلکے ہیں مگر ہے نالہ بسر
 آنسو ہیں رواں ہے لب پہ نغاں خونتِ چکاں
 آ لب تو شہا کر چارہ ذرا پھر دل کے مٹا
 دنیا کو دکھا وہ روئے ضیا چمکا دے ذرا
 بے تاب الم
 محبوسِ ستم
 دنیا کے ستم
 اب بختِ دُرم
 ہے چشمِ الم
 یہ دردِ الم
 یہ خانہِ غم

پیامِ تمنا

بادِ صبا کے جھونکو	گر مصدرِ طرب ہو	میں ایک مضطرب تیں	بیگانہ چمن ہوں
موجِ نسیمِ خوشِ رو	گر مائلِ ادب ہو	اک برقِ ملتہجےں	دیوانہٴ محن ہوں
رنگین ہو اکی موجو	گر عازمِ عرب ہو	اک سوزِ مضطرب تیں	اک شمعِ انجمن تیں

یہ نعمِ تمنا	لیجاؤ سوئے طیبہ	دل کی الم نصیبی	حرفِ گداز ہو کر
یہ ہدیہٴ تمنا	لیجاؤ سمتِ بطحا	جذبات کی اداسی	حسرتِ طراز ہو کر
یہ نالہٴ تمنا	لیجاؤ تا مدینہ	آنکھوں کی اشکِ یزیدی	شبنمِ نواز ہو کر

لے ماہِ زندگانی	لے شہرِ یارِ شرب	ہے محوِ یادِ بطحا	وقفِ خیالِ طیبہ
لے احسنِ غیرِ فانی	لے تاجِ دارِ شرب	افسانہٴ تمنا	پر دانہٴ تجلی
لے سیفِ کامرانی	لے گلِ عذارِ شرب	ہر وقتِ یاسِ آنا	ہر لمحہٴ دردِ افزا

ہنستی ہر شمع کیوں ہنگام صبح عشرت
لاقی ہیں نرم بوئیں بوئے شرابِ حدت
گاتی ہیں چاری چریں افسانہ محبت

ہوتا ہے دل چاری اک نشہ نہانی
آنکھوں میں جھلکتی امیدِ کمرانی
ہوتا ہے دل میں مخفی اک ذوق سرگرائی

بوندیں ٹپک ٹپک کر کلیوں کو چھپرتی ہیں
کلیاں سک سک کر گوہر بکھیرتی ہیں
موجیں جھلک جھلک کر دامن سکیڑتی ہیں

ہوتا ہے دل کا عالم اک خوابِ صدمنا
جذباتِ قلبِ برہم لئے ہیں دردِ افزا
ذوقِ نیا زپہم ہوتا ہے جلوہ آرا

اٹھتی ہیں جب فلکِ جادو بھری گھٹائیں
ہوتی ہیں مست منظر بھیگی ہوئی فضاؤں
گاتی ہیں شعرِ مضطر جلی ہوئی ہوائیں

دل کی الم نیلی ہوتی ہے یاسِ ربر
آتہ ہے لب پہ نالہ ہوتی ہے آہ سوزاں
اشکوں کا ایک قطرہ ہوتا ہے زینِ شگلاں

آنکھوں کی اشکِ نری
لیتی ہے دل میں چٹکی
کرتی ہے قلبِ مضطر

کوئل کھارتی ہے
پتوں میں چھپ گئی ہے
شکوے سنار ہی ہے
خجگ کی خامشی میں
دبندلی سی چاندنی میں
کو کو کی بانسری میں

دل یاسِ آفریں ہے
پتلی الم نشین ہے
ہر جذبِ دل خریں
جذباتِ غمِ اثر میں
شرگاں سراشک نہیں
سوزش و شردہاں

جیب چاندنی کی لہریں
شبِ نیم نصیب کہیں
تاروں کی مست آنکھیں
موجوں سے کھلتی ہیں
کوثرِ اندلیتی ہیں
پھولوں سے کھلتی ہیں

آنسو کے نرم قطرے
آنکھوں کے آہِ چشمے
زخموں کے سرخ غنچے
گرتے ہیں بے کشا
ہوتے ہیں موجِ افزا
ہوتے ہیں اشکِ پیا

آتہ ہے لب پہ نالہ
اشکوں کا ایک قطرہ
ہوتی ہے آہ سوزاں
ہوتا ہے زینِ شگلاں

دل میں صدِ خفتہ ہوتی ہر کچھ پریشان لے آرزو رہتی لے نکبتِ یگانہ
 بلولے مجھے بھی برسنگِ استانہ

لے شمعِ زندگانی لے لعبتِ زمانہ

ردائے زہرا

دیکھ! آنکھیں کھول کر سونے ردائے فاطمہ
 ملکہِ اسلام، اور یہ شوکتِ تاجِ ردا
 جا بجا بخیہ گرمی میں سیونیں ہر چار سو
 سیٹے سیٹے سو عدد پیوندِ باہم ہیں جڑے
 اک شکستہ ابر کے ٹکڑے میں ماہِ زندگی
 گو بر معنی دریدہ درج میں مستور ہے
 "نکبتِ ملت" ہے پابندِ گلِ صدِ پارہ تر
 ہے دریدہ پردہِ اختر میں نورِ زندگی
 فاطمہ سی پارہ چادر میں ہیں کھدر بدش
 باہزاراں سعی بوجہ مٹھ پرودہ پوشش
 آہ ان پیوند ہائے خستہ میں ماہِ جہاں
 سینکڑوں دینار و درہم راہِ حق میں ضائع
 بیسیوں بھوکوں کو اس عرصہ میں کھانا دیدیا
 بیگمِ ملت کی زینتِ سخت تر کھد سے دیکھ

پارہ پارہ چادرِ عسرتِ نمائے فاطمہ
 اک شکستہ چادر کھدر میں "نبتِ مصطفیٰ
 جس طرح صد پارہ ہائے غنچہ سہتے ہیں تو
 سخت تر کھد کے ٹکڑے وصلِ یعنی ہونگے
 اک پھٹے بادل میں پہناں آفتابِ شنی
 اخترا میں پہناں شب و بجور ہے
 پارہ پارہ برگِ پڑمژدہ میں شبنم کے گہر
 موج ہائے چاک داماں میں کنول کی اک کلی
 ٹکڑہ پیوند ہیں باہم دگر جلوہ فروش
 سخت مشکل سے رولے مختصرِ حزیں دوش
 کھدری ملبوس میں شدِ زادی شدِ زادیال
 اور دریدہ پیرہن میں فاطمہ پہنے ہوئے
 خشک لب و دن سے فاقہ کش ہیں مصطفیٰ
 ملکہِ عالم کی چادر ویدہ مقطر سے دیکھ

زندہ باش اے روح مردہ قوم میں بیدار ہو
 دختر ہندوستان! پھر گوش بردار ہو
 کھول آنکھیں نور امید فضا کے صبح میں
 کیوں فضا کے زندگی میں غیر رنگین ہو تو
 کیوں ہے توجان نزاکت حسن حمدنا زوڑا
 کیوں ترے بلبوس زریں ہیں بہار زندگی
 کیوں تری زلفوں سے لیں لے خودی الگی
 نقشہ دولت سے کیوں مدہوشیاں طاری ہیں
 نازیں بلبوس نازک جسم نازک زندگی
 صدمر صبح زیورات شوخ وجہ زندگی
 دختر ملت! یہ رنگین زندگی گانی تابکے
 غفلتیں کب تک تغافل خیریاں ہیں کجا
 ڈال اک چشم بصیرت بر حیات فاطمہ
 ہو روئے ملکہ ملت دریدہ چوں کساں
 اس طرح ہوں فادکش شہزادی شہزادیاں
 دختر ملت! یہ کیف زندگی بھول جا
 لے گل سکون! سکون کامرانی بھول جا
 فصل گل میں واقف حال لب فریاد ہو
 زندہ جاوید بن نقش فائے دہریہ
 بن جہاں میں پر تو نور جمال فاطمہ

اے سر پر مردہ ملت تجلی کار ہو
 جملہ ہندی میں پھر بیدار خواب ناز ہو
 جاگ اٹھ بانگ اذان ہوش نائے صبح میں
 پردہ ہستی پر رنگ عنصر شیریں ہے تو
 کیوں ہے تو جنس لطیف و نازنین دولہا
 کیوں ترے اعمال رنگین ہیں سر در صد خود
 کیوں بہار نفس تیری روح پر چھانے لگی
 کیوں تغافل بارہریں قلب پر جاری ہو
 سر سے پانک جملہ لائے موتیوں کی روشنی
 دولت فانی پر دیوانہ ہے فانی زندگی
 یہ سر در عیش صبح کامرانی تابکے
 ننید کب تک ادرا خواب انگیزیاں ہیں ناکیا
 درس افزا کس قدر ہے حسن ذات فاطمہ
 اور تیرے جسم پر کاشی کی زریں سایاں
 اور تولدت کش صد نعمت خوان جہاں
 یہ نشاط ہے کراں دور فانی بھول جا
 اس چین میں یہ بہار نوجوانی بھول جا
 مرا ہم زخم دل مجروح صند بیدار ہو
 ناخن تدبیر بن مشکل سر لے دہریہ
 ہو فضا کے دہریہ پیر و آل فاطمہ

ہلال عید سے

اے پیام صد نشاط حسرت قلب نزار
 اے نگاہ نازنین جلوہ پردہ نشین
 اے لب احمر تراش جلوہ ماہ سخن
 نقش پائے نازنین یلی سیدنا ہے تو
 یا ہسم گوں لب حسن نگار طور ہے
 جلوہ شعلہ نظر ہے نور اسلامی کا تو
 اک لب احمر تراش زہرہ اسلام ہو
 ہو گئے رنگین گل فردوس یہ نیچائے زہرہ
 راز ہائے آرزو پردہ سے بے پردہ کئے
 دل میں اک تحریک جوش خفتہ پھر مدیا ہوئی
 پھر مری آنکھوں سے دو قطرات اشک تے کرے
 جیکہ ہرزہ تھا پیغام نذیر گل فروش
 علم عثمانی سے گھڑیاں نور در آغوش تھیں
 سطوت جوش علی تنویر کا پیغام تھی
 جوشش پنہاں سے ہمارے تھرنے لگا
 ہر نگہ رنگ تصور سے لگی ہوئے حسین
 اس کے اشغال منزہ کی خیالی روشنی
 اس کے طرز زندگی کا خیال دل خراش

اے ہلال عید اے برق مسرت درکنار
 اے مسرت آفریں آئینہ چشم حسین
 اے تسم آفریں خندہ شاہ حمین
 جلوہ پنہاں کا اک نازک سا آئینہ ہو تو
 بادہ عرفان کا عکس ساغر مخمور ہو
 ناخن باریک تر ہے حور اسلامی کا تو
 اک جبین نور افشان نگار شام ہے
 مٹ گئے دیدار سے تیرے دل عکس کے در
 تو نے رمز قلب محزول آشکارا کر دئے
 تجھ سے روح مضطرب کچھ مطمئن ہونے لگی
 آنکھ میں دور گزشتہ کے تماشے پھر گئے
 ہائے وہ فصل بہار گلشن ملت کا جوش
 سیف خالد سے فضائیں بجلیاں دوڑیں
 چتون ناروق تیغ نیر اسلام تھی
 بارک اللہ لب پہ کس کا نام یہ آنے لگا
 میرے لب ہائے کثیف و ذکر شاہ مرلیں
 اس کل ذات انسانی کا حسن زندگی
 اس کے حالات منور کی خیاں نور پاش

اے ہلال عید کب تک استانِ دل کہوں
دل کے زخموں کو نہ میرے چھیرے نازکِ مال
تو بھی ہوا یوں حسرت تیرے جلوہ بھی داس
اب ترا کوئی پرستار محبت ہے نہیں
اب نہ رمضان کی سحر ہائے درخشاں ہی نہیں
صبحِ شامِ عید کی وہ عشرتیں گم ہو گئیں
لے ہلال عید وہ پر کیف گھڑیاں کہو گئیں
یادِ ماضی سے نہ کر تو مضطرب اب میرا حال
پر تو بھی نظر آتا ہے اک تصویرِ یاس
اب کوئی تصویرِ اسلامی مسرت ہو نہیں
اب نہ ییلِ القدر کی پر نور گھڑیاں ہی نہیں
سیفِ پرتیری درخشاں اک مناسنام ہے
تو جہاں میں یادِ کارِ شوکتِ اسلام ہے

گلدستہ عید
عید کی دعا۔ عید کی خوشی، ام جعفر کی عید۔ ترکِ امان کی عید
پچاس سال پہلے کی عید۔ کنزِ اری پچی کی عید، ایسے ایسے
بارہ سبق آموز افسانے اور مضامین صرف عید کے متعلق ہیں سچی خوشی کس طرح میسر ہوتی ہے
رمضان شریف میں کیا کرنا چاہئے عید کس طرح منانی چاہئے اس کا جواب گلدستہ عید سے ملے گا
جو ایک طرف بہترین علمی عیدی دے تو دوسری طرف ہر وقت پڑھنے اور روزانہ زندگی میں
بہت سے مفید نتائج اخذ کرنے کی چیز ہے۔ پہلے قیمت ۱۲ روپے اب چار عالم افسانہ علیحدہ
کر دیا گیا ہے اس لئے قیمت بالخصوص صرف آٹھ آنہ ہے۔ علاوہ محصول ڈاک
صلنے کا پتہ منیجر رسالہ عصمت دہلی

بچپن کی یادیں

کیا ہوئے طفلی کے میرے آہ وہ لیل و نہا
 ہم نوا وہ غمناک سا طفلی کیا ہوئے
 آہ وہ ایام ماضی آہ وہ دور بہار
 آہ وہ چڑیوں کا شاخوں پر خوشی و جھولنا
 اُت وہ ببل کی صدائیں برس و دوش بہا
 آہ بچوں کی روانی دل بار بار تار وہ
 اُت وہ چڑیوں کا چہکنا جانفزا چہکار وہ
 آہ نواروں کا وہ سسین تقاطر آہ آہ
 آہ وہ برسات کی سبزہ بردوشی کیا ہوئی
 پیاری طفلی آہ میں تجھ کو کروں کس جلاش
 پیاری طفلی تجھ کو میٹھو بندھوں کہاں تجھے
 پیاری طفلی آہ تو رنگین بہاروں میں نہیں
 چشم زنگس میں نہیں تو زلف سنبل میں نہیں
 شمع محفل میں نہیں پروانہ کے پر میں نہیں
 مہر تاباں میں نہیں تو دم کے ہالے میں نہیں
 تو نہیں نہاں شفق میں بادلوں میں تو نہیں
 پیاری طفلی تو گئی مجھ کو کیا نذر ا لم
 یاد میں تیری نہیں ہر کل کسی صورت مجھے
 کیا ہوئی بچپن کی میرے آہ وہ رنگین بہا
 آہ وہ ایام بے فکری جمالی کیا ہوئے
 آہ وہ کھپ گھڑیاں آہ وہ لیل و نہار
 آہ وہ ساون کی راتوں کا ترنم جاں فزا
 وہ لب لعل پر تبسم کا جھلکنا بار بار
 آہ بشاروں کا ترنم نقری جھنکار وہ
 گل فروش دگل بدوش دگل بکف گلزار وہ
 وہ نسیم صبح کا حسن نسیم آہ آہ
 چشم زنگس کی وہ اُت جیا فروشی کیا ہوئی
 اک دفعہ وہ روئے زبیا دیکھ لوں پھر آہ کاش
 چھوڑنا دنیا میں یوں تجھ کو نہ تھا تنہا مجھے
 دامن کبسا کے ان لالہ زاروں میں نہیں
 بوئے گل میں تو نہیں آواز ببل میں نہیں
 شب کے تاروں میں نہیں صبح منور میں نہیں
 سینہ جو میں تہیں تو اور لالے میں نہیں
 آہ اس کا لی گھٹا کے گیسوؤں میں تو نہیں
 مجھ کو چھوڑا جیلنے کو درد و حماں رنج و غم
 تجھ کو جاتے دیکھنے کی رہ گئی حسرت مجھے

محو ماتم ہر نفس میرا دل برباد ہے
 یاس کی اک شمع گریاں اور میری بالین یاس
 بڑبڑاہیں یاس و غم آغوش غم کھولے ہوئے
 آنے والی زندگی کے ظلمت افراد دور کا
 آنے والی زندگی پا مال یاس و آرزو
 ساز ہستی کا میرے ہے نوص جان سوز تو
 بسمل غم تو ہے اور میں کشتہ شمشیر یاس
 آئینہ والی زندگی! تیری صد غم فریب
 پھونک ڈالا ہے تری آتش نوائی نے مجھے
 آہ مستقبل کی میرے غم فزا رہا کیا
 آنے والی زندگی تیری ستم آموزیاں
 بجھ گئی شمع تمنا دل کا پروانہ جلا
 ساز طفلی کی میرے آفت یہ الم افزا شکست
 گلشن برباد میں اور ماتم دور بہا
 میں رہ امید میں ہوں اور منزل دور ہے
 دوستوں کے چھپے ہیں اور مرا قلب خوں
 پھول ہنستے ہیں تو میں شبنم صفت ہوں انکنا
 منتشر ہے آسماں پر آہ - آہ پڑ شرار
 نغمہ الام میرے دل کے ساز غم میں ہے
 وائے ناکامی کی میں یوں نذر حسرت ہوئی
 اے جال مضطرب خاموش اب بہر خدا

دل میں ہے تیرا تصور لب تیری یا ہے
 ہے حیاتِ غم فزا اور دل کی ہر منزل دہا
 آسماں تیار ہو تیغِ ستم تو لے ہو سکے
 کس قدر مایوس کن انگلیوں میں ہو نقشہ بچھا
 آہ تیری ہر گھڑی خوں بیز دلبر بڑا ہو
 ہے رباب آرزو کا نغمہ دل دوز تو
 تو ہے حسرت خیر اور میں آہ اک تصویر یاس
 چھپتی ہے آہ مجھ سے دامن صبر و شکیب
 کر دیا ہے محو تیری نغمہ زانی نے مجھے
 میرے قلب مردہ کو کرتی ہیں مدفون خزاں
 کر چکی ہیں آہ مجھ کو وقتِ حسرت بے گماں
 آئینہ والی زندگی یہ کیا ستم مجھ پر کیا
 کتنی یاس انگیز کہتی ہو صدائے بازگشت
 ہستی ناشاد میں یہ انتشار سو گوار
 دل جو غرق بحر غم اور آہ ساحل دور ہے
 نغمہ اجاب اور یہ دیدہ اشکِ آفریں
 آہ میری زندگی کے پُرالم لیل و نہار
 جل رہی ہے گلشنِ امید کی میرے بہار
 قلب مضطرب آہ میرا پردہ ماتم میں ہے
 آرزوؤں کی میرے سینہ میں تربت ہو گئی
 ہے بہت یاس آفریں تیری صد غم فزا

بحرِ راہِ حجاز

موجوں کو ترپا تا ہوا لہروں کو ٹکراتا ہوا
پانی کو پھیلاتا ہوا جھونکوں سے بل کھاتا ہوا
سوچ بچ دخم کھاتا ہوا محشر سا پھیلاتا ہوا

باصدِ فغان درِ دل با صدِ خروشِ مستقل
باصدِ کراہِ متصل بازخمِ قلبِ مشتعل
بالتشِ پنهانِ دل با اضطرابِ جانِ گسل

باشویرِ قلبِ ناتواں با اضطرابِ سرگراں
بارشِ اشکِ رواں با کاروانِ صد فغان
باجوششِ سوزِ بیاں با سوزشِ درِ نہاں

سوئے عرب جاتا ہے تو لے کا رواں آبِ جو
لے کا مراںِ آرزو لے کا میابِ جستجو
سبیلِ رواں ہوا ہو موجِ رواں سرخِ رو

جاتا ہے تو دوڑا ہوا بے ساختہ بھاگا ہوا
اٹھتا ہوا اگر تا ہوا ساحل سے ٹکراتا ہوا

یوں مضطرب مچلا ہوا شیشے سے چمکتا ہوا

تاروں کے پرتو تولتا موتی پہ موتی رولتا
عقداۃ مشکل کھولتا سرخی سفیدی گھولتا
موجوں کے گیسو کھولتا لہروں پہ آنسو رولتا

راتوں کی ظلمت کاٹتا سورج کے شعلے جھیلتا
ہے نیند سے نا آشنا گرمی سے ہے جھلسا ہوا
منزل سے ہے نا آشنا ہے بے نیاز ما سوا

اٹھتا ہے آہوں کا دھواں ہوتے ہیں بادل سرگراں
ہر سانس ہے آتش چکاں ہر اشک ہے بحر رواں
سورج نے ہو کر سرگراں تجھ کو بنایا راز داں

پیش نظر دن بھر رہا کرتا رہا طوف فضا
لیکن ہوا جب رونا دہندا شیب خاموش کا
بے ساختہ کترا گیا تیجھے پہاڑوں کے چھپا

ہے چاند ہمراہِ ذرا چلتا ہے سوئے نقشِ پا
ہونے لگا خستہ ذرا دامن پہ تیرے سو گیا
کرتا ہے سجدے بر ملا ہے سرنگون با صد حیا

ہے رات بھر مجھ سفر خاموشیوں کا راہ بر
لیکن ادھر چمکی سحر اس کے قدم اکھڑے ادھر
پلٹی نگاہ منتشر مایوس ہے تارِ نظر

دشواریاں تو نے سہیں لیکن نہیں ٹھہرا کہیں
ہمت کہیں توڑی نہیں مانا نہیں شوقِ حریں
گستی ہے پتھر سے جیس لیکن تجھے خطرہ نہیں

پچھے نہیں ہٹتے قدم جھیلے ہزاروں دردِ غم
باقی ہے وہ ہی دمِ دُخم دل کو نہیں خوفِ عالم
لتے نہیں چتون پہ خم یوں سختیاں جھیلیں بہم

ہیں کوہِ لاکھوں سرنگوں پھونکا ہے کچھ ایسا منوں
ساحل کی ہے حالتِ زہل سنگین چٹائیں ہیں نگوں
ہے چشمِ حسرتِ نیل گوں ہر موج ہے شامِ جنوں

لے کر مارِ زندگی مغرور شانِ زندگی
حسنِ روانِ زندگی کیفِ دوانِ زندگی
عکسِ نشانِ زندگی لذتِ چکانِ زندگی

آ۔ اس طرف دامن بڑھا موجوں میں کر مجھ کو فنا

لہروں میں ڈے مجھ کو مٹا کر دے مری ہستی فنا
کامیاب التجا کر کا مرگا رمد عا

یہ عرض ہے با صد ادب کر لے مجھے غرقِ طرب
میں ہوں گرفتارِ تعب دل میں ہے اک دردِ عجب
لیچل مجھے لے موجِ اب سوئے گلستانِ عرب

طوفانِ حیات

جس نے ایک دنیا میں، ہوم پیادی تھی،
جس کی تعریف میں اخبارات و طبائع اللسان

تھے جس کا استقبال اردو علم ادب نے نہایت شاندار کیا تھا کئی کئی سال سے ناپید تھی اور ہزاروں شائقین اس کے مطالعہ کے لئے سچپن تھے۔ اب اہلِ سنواں میں نہایت مسرت کے ساتھ سنا جائیگا کہ طوفانِ حیات پھر جھپکریا رہے، قلعِ رسوم اور شرک و بدعت مسلمانوں کو گھن کی طرح اندر ہی اندر کھوکھلا کر چکے ہیں مشکل سے کوئی گھر ہوگا جہاں ان لغویات کا گزر نہ ہو۔ اس کتاب کی بیرونی مشرکہ کی زندگی اس قدر وچپ ہے کہ پڑھنے والا حیران ہو جاتا ہے وہ رسوم جنہوں نے مسلمانوں کا خا کہ اٹا دیا اس وضاحت اور غور سے بیان کی گئی ہیں کہ پڑھنے کے بعد گھر میں ایسی رسموں کا نشان باقی نہیں رہتا۔ شرک جو دنیا کے سنواں پر عام طور سے قابض ہے طوفانِ حیات کے مطالعہ سے کوسوں دور بھاگ جاتا ہے اور رسوم مرد و عورت کا خوفناک اثر وہاں کی صورت میں نظر آنے لگتی ہیں اور انسانِ خدائے واحد کی عظمت کے آگے سر جھکا دیتا ہے۔

قصہ کی دلچسپی زبان کی سلاست کے متعلق کچھ کہنا فضول ہوگا۔ واقعات اس قدر درد انگیز ہیں کہ بچی بندہ جاتی ہے۔ اعلیٰ کاغذ پر بہت عمدہ چھاپی گئی ہے۔ قیمت صرف ۷

علاوہ محصول ڈاک - ملنے کا پتہ = منیر عصمت دہلی

طُور سے خطاب

تیری آنکھوں نے عجب منظر عیاں کیا
کیا ترے دیدہ امید میں بنائی تھی
تو نے بے پردہ کوئی پردہ نشین دیکھ لیا
الہ اللہ تیری شان کمالِ رفعت
طرز امید میں پنہاں تھا جلالِ الفت
تو نے چکھے ہیں عجب درِ رحمت کے منے
کس قدر تیری کشش جذبہ بر انداز ہوئی
کس طرح آہ دل سوختہ کھینچی تو نے
ترے جذبوں سے دل مردہ کو بنائی ملی
شع سوزاں نے ترے دل کو پگھلنا سیکھا
راکھیں تیری پنہاں لاکھوں شر میں اب تک
بے محابا سر دل جلوہ پنہاں دیکھا
کس قدر ذوق فرا تیری جبین سانی تھی
جلوہ حسن کو سینے کے قریں دیکھ لیا
کس قدر اوج نما ہے ترا طرز الفت
دیدہ ذوق جہاں میں ہو کمالِ الفت
تو نے پائے ہیں بہت کاوش پنہاں کے صلے
جلوہ نور نہائی سے نظر باز ہوئی
دولت معنی دیدار سمیٹی تو نے
تابش چشم کو اس سوز سے زیبائی ملی
پر پردانے نے بے ساختہ جلنا سیکھا
جلوہ ناز کے یوشیدہ اثر ہیں اب تک

خاک سے تیری ہو روشن یہ نگاہ بسینا

چشم غفلت کو ترے ذوقِ وفا نے کھولا

باب دوم

جبروت اسلام

فہرست مضامین باب دوم

۲۳	۱	شانِ شہادت
۲۵	۲	قربانِ گاہِ کربلا
۲۷	۳	تجلیِ اسلام
۲۹	۴	شاہراہِ حیات
۳۰	۵	اُمّ ابان
۳۲	۶	دخترِ اسلام
۳۹	۷	بی اماں سے خطاب
۴۰	۸	خالدہ خانم
۴۲	۹	خاتونِ اکرم
۴۴	۱۰	پیاری بہنوں سے

شانِ شہادت

گوشہِ غرب میں پوشیدہ ہے چشمِ خوشید
 ہے نواحِ عربی زیرِ فضا کے خاموش
 دامنِ خواب ہے یرہم زن ہنگامِ حجاز
 ہر طرف منظرِ خاموش یہ چھایا ہے دیوہاں
 نعرہِ جوش سے گونج اٹھی فضا، ظلمت
 آئی مسجد کی طرف خلق لئے ذوقِ نیاز
 لئے مسجد کی طرف مائل صد ذوقِ نیاز
 موجِ الفت تھی رگِ قلبِ علی سے جارح
 سینہ پاک میں تھی جوشِ نہاں کی زہت
 پیشِ حلاقِ زماں گردن مسجد ہوئی خم
 سجدہ زن ہو گئے افلاک کے نازک تارے
 ذرہ ذرہ سے اٹھا خندہ پیغامِ نیاز
 جھک گئے خادمِ حق پیشِ خدائے برتر
 دیدہ دل میں نظرِ خیر تھا حسنِ مولا
 آنکھ سجدہ میں جبین اور نظر سجدہ میں
 جسم جس کا تھا سایہ رنگِ عبا میں لپٹا
 خانہِ قلبِ سیہ چشمِ شرر بار لئے
 دوسرے سجدے کو سراپ کا جب جھکے لگا

ظلمتِ شام ہے پیغامِ وہ سکرِ سعید
 افقِ شام ہے لبرِ زصدائے خاموش
 ہر طرف سکرِ فراہیں دلِ مایوس کے راز
 آتشیا نوں کی طرف طائرِ نگیس ہیں طل
 سرِ مسجد سے اٹھی بانگِ اذانِ سطوت
 نعرہٴ شعلہ بر انداز تھا پیغامِ نیاز
 حضرت شیرِ خدا سن کے یہ قدسی آثار
 دل چر نور میں تھا جوشِ عبادتِ مخفی
 جھلملاتی تھی سرِ چشمِ شرابِ وحدت
 ہوئی صفا بستہ پے سجدہ جماعتِ باہم
 رک گئی بادِ صبا جھک گئے پتے نیچے
 گردن چرخ ہوئی خم پے اجرائے ناز
 گری سجدے میں جماعت یہ بصدِ بحرِ نظر
 تھے علی سجدے میں اور روحِ علی بے پڑا
 جان سجدہ میں تھی دل سجدہ میں سر سجدہ میں
 دُفعۃً پشتِ مطہر کی طرف کوئی بڑھھا
 کاپتے ہاتھ میں شمشیرِ چمک دار لئے
 چپکے چپکے وہ پسِ شیرِ خدا ٹھہر گیا

سیفِ توی تو لرزتا تھا دلِ عصیانِ
تھر تھراتی تھی رگِ دستِ قضا پیشِ علی
سجدہ پاک میں غافل مہے جب شیرِ خدا
کانپتے ہاتھ نے تلوار کا اک وار کیا
پشتِ حضرت سے ہوا چشمِ خونیں جاری
اگیا سجدہ میں غش زخم تھا بے حد کاری
دوسرے وار میں خاموش ہوئی شمعِ جاز
جسمِ انور سے کیا روحِ علی نے پرواز
رہ گیا سجدہ میں سرِ چشمِ منرہ تھی جھکی
پیشِ خلاقِ زماں سجدہ زماں پیشانی
اگیا عرقِ سرِ عارضِ تابانِ علی
ہو گئی خونِ مبارک سے فضا میں سرخی
اگیا شانِ شہادت سے لبوں پر خندہ
چشمِ نور ہوا ماہِ جبیں سے جاری
لہکشاں آپ کے دانتوں کی چمک افزا تھی
خون بہتا تھا اُدھر آپ اُدھر بہتے تھے
نیر خندہ سے جھڑتے تھے ہزاروں تار
مسکراتے تھے کب پاک درخشانِ علی
جھلملاتی دُردنوں سے چمک پیدا تھی

شیرِ اسلام نے سجدہ میں شہادت پائی
ہو گئی قصداً سلام کی خونیں سرخی



عروسِ کربلا
علاؤ مقرر کے تمام تاریخی ناولوں میں بلحاظ دور و دائرہ کے ممتاز ہے
کربلا کے تاریخی واقعات پہلے ہی کچھ کم اور انگیز نہیں اسپر مولانا
قلم گو ہر روز سے قیامت ڈھا دی ہے کئی جگہ ایچکی بند بجاتی ہے اسپر لطف یہ ہے کہ محبت کا دل ریزا فساد
بہت مشہور کتاب ہے ہزاروں کی تعداد میں شائع ہو چکی ہے اور آج بھی اسی طرح دہڑا دہڑا کر
رہی ہے عروسِ کربلا کی طرز پر بہت سے مصنفوں نے ناول لکھے ہیں مگر عروسِ کربلا عروس
کربلا ہی ہے۔ قیمت ۵۰ روپے

صلیٰ کا پتہ منیجر رسالہ عصمت دہلی

قربان گاہ کر بلا

پر دہ ظلمات ہے حشر فضاے کر بلا
 ذرہ ذرہ پردہ خشاں ہیں نشانِ کین
 ہر طرف لہراہی ہیں سیف ہائے آبدار
 پتہ پتہ داستانِ غم کا اک آئینہ ہے
 یعنی قربان گاہِ ملت ہے خرد میں مستقل
 یعنی بے گور و کفن لاشیں ہیں عبرت آرا
 خشک لبِ افسردہ رخِ خاکِ ہویں میں
 ہلکی ہلکی عارضِ تاباں پہ نازک روشنی
 ذرہ ذرہ وادیِ ظلمات کا تابندہ ہے
 چشمِ آہو میں بہرے ہیں مالہ بنت نشین
 شمعِ ایمین ہے کہ نورِ عارضِ نابینا ہے
 آخری باقی ہے خونیں اک بیان کر بلا

کس قدر حسرتِ فزا ہے ماجرائے کر بلا
 اوی خونین ہے جنگِ امتحانِ سیدین
 رزم گاہِ غول چکلے خاکِ میدانِ نزار
 ذرہ ذرہ کر بلا کا خون سے آلودہ ہے
 وادیِ خون بار ہے حسرتِ کشِ جذباتِ دل
 لوٹتے ہیں خاکِ چربیمِ شہیدانِ وفا
 غازیانِ ملت بیضا پرے ہیں خاکِ پر
 طرہ گیسویں خاکِ کر بلا پسٹی ہوئی
 ہے جبیں یا اک ہلالِ جلوہ خورشید ہے
 موجِ گیسو سے چلی آتی ہے بسے غمِ بے
 پتلی نازک سراشکِ خون سے آلودہ ہے
 ہو چکی ہے ختم ساری داستانِ کر بلا

(۲)

بڑھ رہے ہیں سوئے رزمِ صدقِ ثناء و سیدین
 شعلہ خورشید نے جھک جھک کے چومی ہر کباب
 رک گئی ہے کانپ کر یعنی ہوائے کر بلا
 چشمِ انور ہے شمیمِ طورِ پیملا قاتی ہوئی
 جھللا ہٹ سے دلِ اعدا کو گھبراتی ہوئی

آ رہے ہیں شان سے میدان میں حضرت حسین
 طاقتِ انور کو سجدے کر رہا ہے آفتاب
 مرنگوں ہیں چار جانبِ ذرہ ہائے کر بلا
 زلفِ عنبر ہے شرابِ نورِ برساتی ہوئی
 ہاتھ میں سیفِ دُخشاں برق چمکاتی ہوئی

خشک لب تشنہ لبی سے ہونٹ پڑا کی ہوئے
 وسط میدانِ وفا میں آئے شاہِ نامدار
 دی، صلہ لشکرِ اعدا دہرانا ذرا
 جانِ راہِ حق میں دینے کے لئے آیا ہو لیس
 لشکرِ اعدا سے بارشِ تیر کی مہنے لگی
 سیفِ حضرتِ برق آسا مضطرب تھی ہر طرف
 چیرتی تھی لشکرِ اعدا کی صف ہائے گراں
 ہوئے تھے زیرِ تیغِ شاہِ لاکھوں سرفلم
 زخم ہائے شاہ سے سیلابِ خون جاری ہوا
 آئی اتنے میں صلہ بآگ پر جوشِ اداں
 ہر طرف سے دار ہائے سخت تھے زخمِ آفریں
 دونوں جانب کاٹے جاتے تھے دشمن کا جگر
 سن کے آوازِ اداں قلبِ خریں تھرا گیا
 ٹھہر کر گھوٹے سے اترے یعنی سلطانِ جانا
 جھک گیا سجدے میں سرِ انورِ دامن لگے
 ہر طرف سے دار ہائے تازہ نے نزع کیا
 رکبہ لیا نیزہ پر فرقِ شاہِ انور کا ٹاکر
 فرقِ اطہر نیزہ دشمن پر تھا زینتِ فروش
 تھیں کھلیں آنکھیں تبسمِ بارِ بے مے میں
 آہ یہ شانِ شہادتِ سپیشِ خلاقِ زمان
 مسلمِ خوابیدہ سے پھر درسِ جانبازیِ ذرا

حسرتِ جامِ شہادتِ قلبِ مضطرب میں لئے
 اسپِ خوش انداز کی رو کی غنائِ کامگا
 میں ہوں بتیا یہ شہادتِ مضطرب راہِ وفا
 دل میں ذوقِ نکبتِ باغِ جانا لیا ہوں میں
 ہر طرف شاہِ جہاں کے فوجِ اعدا گھر گئی
 مثلِ موجِ بحرِ قصانِ ملتیب تھی ہر طرف
 دامنِ دشمن کی دم بھر میں اڑا دیں دھجیاں
 دشمنوں کے بیشِ حضرتِ ڈمگاتے تھے قدم
 ضعف سے آنکھوں کے نیچے اک اندھیرا آگیا
 جسمِ اطہر تھا بزرِ سایہ تیرِ رواں
 ہاتھ زخمی تھے مگر کتے نہ تھے حضرت کہیں
 بڑبڑاتے جاتے تھے صفِ اعدا میں حضرتِ بخیر
 ٹوک گئی تلوارِ رخ پر عرقِ گلگوں آگیا
 خاکِ خوں آلودہ پر استادہ تھے بہرِ نماز
 پیاس کی شدتِ لبِ برقِ چٹاں پہنے لگے
 شمر نے سجدے میں سرِ تلوار کی زور لیا
 رہ گیا جسمِ مندرہ تملتا خاک پر
 بارشِ انوار سے رچے جبیں خورشیدِ پوش
 شیشہ خورشید بن کر جلگاتی تھی جبیں
 پیاس کی شدت میں قربان ہو گئے شاہِ چہاں
 دیکھ آنکھیں کھول کر آئینہِ ماضیِ ذرا

تجلی اسلام

کھیلتی پھرتی تھی صحرائی فضا میں موج نور
جلگاتی ریت تھی، آئینہ تھے جذبات خاک
سوسے تھے اک چٹائی پر بیدار و قار
روشنی چشم انور چاندنی پر صنو فلک
یکہ کھلی تھی ہاں زیر وخت سایہ دار
سایہ انسان خاموشی میں تھا چھپتا ہوا
غرم قلب متغزل سے دلی میں گھبراتا ہوا
شیر ملت سورا تھا خاک پر باغیچہ بڑھ
کانپ اٹھی ہستی خاموش مثل بال کاہ
تھر تھراتا تھا سر بالین نصیب دشمنی
ہاتھ لڑا چھٹ پڑی تلوار اک دم کانپ کر
دب فاروقی سے ماتھے پر پسینہ اٹکیا
صولت چتون سے کانپ اٹھی فضا بھر
بانوازش ہاتھ سے اسکو اٹھاتے میں عمر
لے شکستہ قلب اتنا آخرش تو کون
لے مسافر راہ سے اپنی کہیں بٹکا ہے تو
جس طرف جانا ہو رخ اسکا دکھاؤں میں ابھی
پیاں چونسے یہاں سرشتہ آب رداں

ایک شب تھی چاندنی شفاف مثل شام طود
جھلملاتی رات تھی شفاف تھے ذرات خاک
خواب فرماتے عمر زیر وخت سایہ دار
تھی جبین نور کی تابش قمر پر خندہ زون
شاخ میں ٹکی ہوئی محی سیف عزت درکنار
چپکے چپکے اک طرف کھٹکا سا کچھ ہونگا
چاند سے چھپتا ہوا پھولوں سے کتراتا ہوا
آیا باہنگی یعنی وہ بالین عمر
دیکھ کر یہ شان بے خونی و آن بے پناہ
الہ الد شیر ملت تیری شان زندگی
دل کیا مضبوط تو لی سیف کچھ ہو کر نند
کانپ کر وہ شخص فرش خاک افزا پر گرا
ہو گیا بیدار اتنے میں دل شیر بیر
اٹھ کے میٹھا با تعجب شخص پر ڈالی نظر
باہر اران شفقت دل آپ فرمانے لگے
رات کی سنائیوں میں کیوں یہاں آیا ہو
راہ جو درکار ہو تجھ کو تبادوں میں ابھی
ہو اگر کچھ اشتہا حاضر کھجوریں ہیں یہاں

ہوا گر کچھ سنگی کچھ دیر تو آرام کر جاگتا ہوں میں محافظہ خدائے بروجہ

ہو گیا ششدر یہ حسن خالق دشمن دیکھ کر
انکھ میں آنسو کا ایک قطرہ ستار بن گیا
آپ نے شانوں پہ رکھا ہاتھ بید پیاسے
آہ کھینچی اس سے اور با صد شپامانی کہا
میرے آنے کی غرض ہے صرف کہ خون غم
عزم قتل بادشاہ المومنین لایا مجھے
ہنس کے فرمایا کہ میں فاروق حاضر ہوں
ہوا اثر کچھ عزم تیرا مطلع کر بے گماں

گر پڑا قدموں پہ اور یہ عرض کی با شک خوں
”تا ابد میں اک غلام حضرت فاروق ہوں“

جوہر قدامت علامہ راشد الجیری کی ہر تصنیف کلمہ کے پار ہو جاتی ہے مگر جوہر قدامت کا ایک باب بھی ایسا نہیں کہ مسلمان اپنی داستان پارینہ منکر بے تاب نہو جائیں، دل تڑپا ہے اور انہیں صحت شب کا سماں پھر ڈھونڈ رہی ہیں جو دم توڑ رہا ہے جوہر قدامت میں دو بیہوش کی پر لطف کہانی، دو لڑکیوں کی مفصل زندگی دو عورتوں کی جگر خراش داستان ہجر میں ایک در قدیم کی دہشتہ تصویر اور دوسری طرز جدید کی ولادہ ہے عالم سوال آج سے چالیس سال پہلے کیا جو رہتا تھا مسلمان گھرانوں میں اس وقت کیسے کیسے لعل گوڑیوں میں چلکے تھے اور مغربی روکس سمت انہیں لیجا رہی ہے اس مشہور کتاب سے معلوم ہوگا جس کے اوپر تلے کئی کئی ایڈیشن نکل چکے ہیں ضخامت قرینا پونے دو سو صفحے قیمت صرف سوا روپیہ۔

صلنے کا پتہ منیجر رسالہ عصمت دہلی

شاہ راہ حیات

دست بستہ بادوب یا صمدی زاراں التجا
مطلقاً کھانا نہیں دودن سی ہو مجکو نصیب
پاؤں لکھتا ہوں کہیں اور جا کے پڑتا ہوں
حد سے زائد ہو گیا اے شاہ میں محتاج حل
بہر مولا شاہ دین اب آپ کچھ کھانیکو بی
یا محمد مصطفیٰ بے انتہا بھوکا ہوں میں
”تو کہ اپنے دست و پا سے ہر طرح مضبوط
ہاتھ پھیلاتا ہے پھر بھی اس طرح تو ہر زماں
اس طرح سائل ہو تو ہر وقت لے ناداں شہر
کوئی شے بھی ہو کر دین جس سے میں کچھ کا ذکر
رکھ کے سر پر لو کر اپہرنے کو میں تیار ہوں
تن کے کپڑوں کے علاوہ اور بھی ہو کوئی شے
چھوڑ دی ہو جو کہ میں نے آپ کے در پر بیٹھ
ہاتھ میں لے لی کلباڑی اور کہا پھر اے حبیب
بچہ کو محنت کا طریقہ کچھ نہ کچھ بتاؤں میں
کاٹ کر کچھ لکڑیاں اس سے کہا اب ناگو پھر
”بیچ کر ان کو گزارہ یعنی نو کرا ج کا
پھر اسی صورت سے کچھ روزی کا نا بگیا
اور پرسوں بھی اسی صورت سے تو کرنا گز

ایک دن اک شخص آپ پر پیش ختم الا نبیا
عرض کی یا شاہ عالم میں ہوں اک مسکین بچہ
بھوک سے آنکھوں میں آنے لگی جان خریں
کچھ نہیں ہو نقد و جنس دزیور دمال منال
جسم کے کپڑوں کا بھی خود آپ عالم بکھلیں
نام نامی سن کے حضرت کا ادھر آیا ہوں میں
مسکرا کر آپ فرمانے لگے اس شخص سے
کچھ نہیں آزار تجھ کو تو نہیں ہے نا تو ا
حیف ہے ہو کر جوان و تندرست و خوش ہر
بولایا حضرت نہیں محنت سے کچھ مجکو خطر
نقد کچھ ہو تب تو میں سوداگری شاہا کر دں
آپ فرمانے لگے کیا کیا ترا اسباب ہے
بولائیں ہواک کلباڑی پاس میری شاہ دیں
آپ اٹھ کر ساتھ اسکے لئے خود در کے قریب
آ میرے ہمراہ جنگل میں تجھے لیجاؤں میں
آخر ش صحرا میں لے آئے آپ ہمراہ فقیر
ہو گیا جب ایک گھٹا آپ نے اس سو کہا
کل سحر کو کاٹنے پھر لکڑیاں آنا یہاں
کل کی روزی میں سے پس انداز کچھ کرنا لگر

روز لینا کچھ بچا جب نقد کچھ ہو جائیگا
پھر تجارت کا لگانا تھوڑا تھوڑا سلسلہ
ہو کے شرمندہ فقیر نوجواں چپ رہ گیا
تھا ایشیانی سے رخ پر رنگ گل گون دوڑتا
دست بستہ ہو کے زحمت پھر ہوا وہ شاہ
اپنی روزی کا طریقہ آپ سے کچھ سیکھ کے۔

اُمّ آبان

(اُمّ آبان عالم عروسی میں اپنے شوہر کی لاش پر)

پھیر لیں آنکھیں میری جانے سراج شریف
سورہا ہو خاک پر اونا زش قوم عرب -
آتشیں لکھیں ہیں چتون سے برساتے ہو
ہو مبارک تجھ کو یہ شان شاد آہ آہ
ہو مبارک تجھ کو کج گلبت فردوس آہ
باعث عرت ہے تیری سردی میرے لئے
میری مہندی ہے تیرے عارض ہو چکے ہو
تیرے خون آلود کپڑے ہیں عروسانہ لباس
میں نہ سمجھوں گی کہ میں اس میں بیاں برباد ہو
یا تیرے زندگی ہے میرے جینے کے لئے
شاد رہ آباد رہ اوغازی شیریں جال
حاضری دینی مجھے ہے جنگ کے میدان میں
اس بھری دنیا میں چھوڑا مجھ کو کمزور و نحیف
اس عروس بن خطا سے کیا ہو خٹکی کا سبب
خون بہہ بہہ کر سر عارض رواں ہے آہو
ہو مبارک تجھ کو یہ خون شرافت آہ آہ
ہو مبارک تجھ کو بوئے نر ہمت فردوس آہ
مایہ حدنا زہ ہے یہ بے کسی میرے لئے
گرد و تیرے جسم کی میرے لئے ہے آبرو
اس بھری دنیا میں یعنی میں ان مصلح ہر اس
اس فضائے صدمہ بفرایں میں ناشاد ہو
تیری تصویر تصور سے مجھے تسکین ہے
میری رونق کے لئے کافی ہو اک تیرا خیال
میں بھی کہ کھلاؤں گی جو کچھ ہوا مکان میں

لشکرِ کفار سے لو لگی میں تیرا انتقام جنگ میں جو ہر دکھا دیگی یہ تیغ بے نیام
مذیباں خون کی بہا دوں گی بہرے میدان میں
تیغ کے جو ہر دکھا دوں گی لسانی شان میں

(۲)

اُم ابان میدان جنگ میں

خون تلواروں سے لٹکتا ہر میدان میں شعلہ جذبات اٹھتا ہے نرالی شان میں
لہر کھا کھا کر چل جاتی ہیں شمشیریں کہیں جھنجھنا کر زور سے بکتی ہیں زنجیریں کہیں
تیر گرتے ہیں دل مایوس حسرت بار پر یعنی نشتر چل رہی ہیں قلبیاتم دار پر
خنجر اسلام کی آتش چمکانی دیکھتے ”نوجوان بیوہ“ کی تصویر جوانی دیکھتے
آنکھ میں جوش لسانی تن پہ مردانہ لباس مشعل امید سے کچھ روشنی سی آس پاس
تیر برساتی ہوئی خنجر کو لہراتی ہوئی نوجوان بیوہ ہے بہر انتقام آئی ہوئی
چتوڑوں کی نازینہی پر وہ حسن و جمال اور مڑگاں کی قطاریں خنجر خونیں مثال
ہر نظر سے اک نیا ہیجان تسلی آشکا لوح پیشانی پر دھندلے رنگ کا عکس غبا



لشکرِ کفار میں اک مرد شوخ و خوش بیا آنکھ میں جوش غضب باتھوں میں کفاری شان
ہے صلیب سے تائیں فروشی اس قدر جھلملاتے ہیں ہر اک جانب فضا میں صدقہ
ہیں جواہر صلیب رستے انجم فشاں یا فضائے جنگ میں جلوہ فگن ہیں جلیباں
یوں بلند آواز سے کہتا ہے کفر یا مسیحؑ رحم کراس جنگ پر فرزند داوری مسیحؑ
”نوجوان بیوہ“ نے پھینکا تیراک دم زور سو شوخ کا فرگر پڑا گھبرا کے جس کے سامنے
ہاتھ سے چھوٹا نشان یعنی صلیب ذی وقار مل گئی سب خاک میں یعنی سیمائے ہزار
اس شکست تیز تر تے مشتعل دل کر دئے حوصلے کفار کے نزدیک منزل کرئیے

سینکڑوں سرکٹ گئے یعنی خدا کے نام پر
 موتے سرگرم تھے کوشش میں تھے انکے قریب
 مدعا اس کا جو تھا وہ جلد حاصل ہو گیا
 قول کرتا اور حملہ کر دیا سمتِ رقیب
 یعنی تو اُنکے شوہر کا قاتل ہے یہی
 آنکھ سے شعلہ بھڑک کر سمتِ قاتل پھنک کر
 ہمو کے زخمی تیر سے تو ما کے پاؤں اٹھ کر
 ”آہ“ کی اور بے تماشاً فرس خاکی پر گرا
 ام آبان میدان جنگ میں حضرت شرجیل کے ساتھ

جوش سے حملہ مسمی ہو گیا اسلام پر
 حضرت شرجیل سے داپن ملتی تھی صلیب
 تیغ تو ما پھینچ کر دم مقابل ہو گیا
 حضرت شرجیل نے غصہ سے ماری صلیب
 نوجوان بیوہ نے اتنے میں خبر سی کچھ سنی
 دل کی رگ رگ سو شرا مشعل اٹھنے لگے
 تیر مارا پھینچ کر تو ما کی جانب زور سے
 پیچھے ہٹتا تھا کہ تازہ تیر آنکھوں میں لگا

(۳۲)

نوجوان بیوہ مسمی خون پر سانی ہوئی
 آسمان پر کھیلے پھرتے ہیں کچھ تیر و تفنگ
 ”نوجوان بیوہ“ نے پھر ہر سمت ڈالی اک نگاہ
 زور سے نعرہ لگایا ”یا مسیح دیا صلیب“
 اس کی ہر ہمت مقید اور بے پر ہو گئی
 بریں ہے ملبوس خونیں اس عروسِ ناز کے
 ہر قدم سے ایک تسکین حقیقی صوفیاں
 اس کی آنکھوں کی شرافت میں صداقت کا
 بتکڑی کی چوڑیاں سامانِ صد تسکینِ فوق
 یعنی زنجیروں سے ہیں گردن میں کچھ پھوٹکا
 نوجوان بیوہ بے تصویرِ خموشی دیکھنا

تیر پر سانی ہوئی بخبر کو چمکاتی ہوئی
 حضرت شرجیل کی بائیں طرف ہو گرم جنگ
 ایک رومی نذر تیر آخری بھی ہو گیا
 دفعتاً ایک غول رومی آگیا اس کے قریب
 ”نوجوان بیوہ“ اسیرِ قدم کا نسر ہو گئی
 جسم پر پنا کے زیور آہنی کھینچا اسے
 پاؤں کی رفتار سے یعنی مسرت ہو عیاں
 اسکی چپٹوں کی تسلی سے مسرت آشکار
 انتقام شوہر سے دل طرب افزائے شوق
 انگلیوں میں ہو خاں خون دشمن رنگ بار
 یہ ادا - یہ شان ، یہ ناز عروس دیکھنا

غازیوں کو انکے جوش قلب نے برہم کیا
 تیغِ اسلامی سے جھج جھج تھلنے لگی
 خون برساتے ہوئے تیغوں کو چمکاتے ہوئے
 تلخ حملہ کر دیا دشمن کی جانب تیر سے
 نیت صادق صداقت بار ملت ہو گئی
 لشکرِ اسلام میں تازہ مسرت آگئی
 چھٹ گئی خاتونِ باہمت ولیہِ بے خطر
 غازیوں دین کی پوری تمنا ہو گئی

اس خبر نے قلب کو بے انتہا پر غم کیا
 دشمنوں کی دشمنی سینہ میں گھبرانے لگی
 دشمنوں کو خاک کرتے جوش بھر گاتے ہوئے
 گونج اٹھیں دادیاں سب نعرۂ تکبیر سے
 دل کی جوا مید تھی سامانِ راحت ہو گئی
 لب پہ سرخی آگئی آنکھوں میں رنگت آگئی
 ہو گئی ایک بار پھر آزاد بانو سے نڈر
 دستِ دشمن سے رہا پھر نوجواں بیوہ ہوئی

ہو گئی ہو کر رہا دل سے ہٹا کر کل طال
 محو یاد شوہری میں بیگم شیریں جمال

X

خواتینِ اندلس

اندلس یعنی اسپین میں مسلمانوں نے ۸۰۰ سال تک جوش
 سے حکومت کی ہے تاریخ میں نہری الفاظ میں ہمیشہ اس کا
 ذکر رہا۔ مسلمانوں کے زمانہ میں سرزمینِ اندلس نے ایسی
 ایسی ایسی بالکمال خواتین پیدا کی تھیں جنہوں نے علوم و فنون کے دریا بہاؤ کئے ہیں۔
 محترمہ مہر النساء صاحبہ نے بہت سی کتابوں سے بڑی تلاش و جستجو اور بھرپور محنت و جان لگا کر ان
 خواتین کے حالات اخذ کر کے نہایت دلچسپ پیرایہ میں لکھے ہیں جن کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ اس زمانہ
 میں طبقہ نسوان کیسے کیسی اعلیٰ پایہ کی شاعرہ ادیب مصورہ و شاعرہ لطف و مہارت رکھتا تھا، طرز
 بیان بہت دلچسپ ہے، تاریخ میں اسانہ کا لطف و حقیت صرف ۶۱۰
 میجر رسالہ عصمت دہلی

وَحْتَرَام

جنگ طرابلس کا ایک منظر

تائے فلک سے اپنا خیمہ اٹھا ہے تھے
 باد صبا کے جھونکے موتی لٹا ہے تھے،
 شبنم کے موتیوں سے لبریز دایاں تھیں
 باد صبا کے جھونکے کلیوں کو تھکیاں تھیں
 بادِ سحر خزاں گل گشتِ عنبر افشاں
 ہر شاخ گل بدماں ہر غنچہ عطر بیزاں
 پھیلا عردس گل کا ہر چار سو تھا دامن
 تھی سبز پوش دادی تھا سرخ پوش گشت
 چڑیوں کا وہ ترم و لکش مار جیسے
 سبزہ بدوش ٹیلے حسن بہار جیسے
 منظرِ نظر خرا تھا جلوہ بہار کا تھا
 لے تے میں چشمِ دل نے تازہ تماشا دیکھا

(۳)

نوعمر ایک لڑکی خاکی لباس پہنے
 جوں بوئے گل پریشاں غنچوں سے ہوئے بھلے
 پہلی کرنِ فلک سے جیسے نہیں پہ اتری
 بتوں کی لغزشوں سے یہ حور ساؤچگی
 ماتھے پہ گردِ رخ پر سنج و الم کا سایا
 آنکھوں کی تپلیوں پر رنگ ہر اس چھایا
 شمع جبیں پہ شکنیں موجیں لٹا رہی تھیں
 شکستوں کو سادگی میں عوریں بھلایا تھیں
 شفاف و سیم پرور خسار پر تھی سرخی
 لب خشک اور نیلے حسرت کی تازہ ہستی
 زلفیں چل رہی تھیں کا کل بگڑا رہے تھے
 باد صبا سے گیسو شوخی سی کر رہے تھے
 چادر تھی پارہ پارہ کرتہ تھا ٹکڑے ٹکڑے
 ملبوس میں وہ جسم نازک کی ہلکی جنبش
 گل ریز نازکی میں مشکیزہ تھا کمر پر
 عصمت کے جس پہ روشن اجلے حسین ڈبے
 کوثر مند رہا ہو جس کی نگاہ تر سے
 دریائے سادگی پر ایک موج کی سی لغزش
 پانی تلاش کرنے نکلی تھی یہ گل تر
 وہ حور زندگانی پانی کو خاک چھانے

کچھ دیر تک تو رک کر ہر سمت اس نے دیکھا۔
 پانی کا کوئی چشمہ تقدیر سے نہ پایا
 بجلی کی برق سازی قدموں میں اسکے پنہاں
 پاؤں کی جنبشوں سے ذرے گھلے ہوئے تھے
 ہر سمت ڈھونڈتی تھی ہر سوتلا شش کرتی
 تقدیر کو رہی تھی لیکن ستم فروشی
 آخر کو تھک کے رک کر تکتے لگی قضا کو
 سینہ میں موجزن تھا حسرت کا ایک دریا
 جنبش لبوں سے اٹھی کہنے لگی خدا سے
 نازک خیالیوں کو تکیں ہوتی میر

تفرد لے آسمان تک پانی کو جا کے دیکھا
 مایوس آب ہو کر آخر قدم اٹھا یا
 ہر لغزش حسیں سے ذرات خاک لڑاں
 ٹھوکر کی ٹھوکر دوں سے لنگر محل ہے تھے
 گلشن جمین، بیابان، صحرا دشت، رادی
 پانی کہیں نہ پایا ہر چند خاک چھانی
 جنگل کی خامشی کو بے چینی ہوا کو
 پانی کا ایک چشمہ آنکھوں سے پھوٹ نکلا۔
 یا رب نگاہ رحمت بندے ہیں تیرے پیاسے
 ہمت تھی شمع روشن اٹھی وہ زہرہ منظر

(مستم)

میدان کی خاک نے پھر وہ پائے نازچے
 ریگ رداں پہ پھیلا سورج کا گرم دامن
 سورج تھا فتنہ آرا شعلے ابل ہو تھے
 سورج تھا یا جہنم تھی دہوپ چلچلاتی
 لڑکی کے سر سے پاتک پہنے لگا پسینہ
 لوکے جھکے آکر اپنل سے چھیر کرتے
 لیکن وہ عورت منظر تھی بے خبر جہاں سے
 قسمت کو رحم آیا تھی سامنے پہاڑی
 سرسبز تھی پہاڑی۔ جنگل ہر ابھرا تھا
 فوط طرب سے لڑکی بے ہوش ہو رہی تھی

تلواروں کی نکلتوں سے کانٹے پھر کے الجھے
 آخر کو رفتہ رفتہ تھا دود پر سا دشمن
 گھڑا رو دشت و دادی اک ساتھ جلے ہوئے
 پاؤں کے نیچے گویا برق پلپلاں تھی ریتی
 رخصتا اس کے گل سے مرجھائے رفتہ رفتہ
 جلتی ہوئی زمین پر نازک وہ پاؤں جلتے
 کچھ فکر تھا تو اتنا پانی لے کہاں سے
 تیزی کی تیزیوں میں لڑکی قریب آئی
 پانی کا صاف چشمہ انگڑائی لے رہا تھا
 آنکھیں فلک کی جانب ہونٹوں پر تازگی تھی

کپڑے اتار پھینکے پانی میں ہاتھ ڈالے
گہر کے جلد اٹھی پھر مشک لے کے دوڑی
مشکیزہ بھر کے لیکن چل دی وہ ماہ طلعت
اسلام تجھ سے زندہ تو حید تجھ سے قائم
ملت کی آنکھ کی اونا زک ترین پستلی
یہ جان فردوشیاں ہوں سیں بدن مبارک
دنیا کی عورتوں پر ہو کاشش تیرا پرتہ

تھا غسل کا ارادہ گرمی کی شدتوں سے
اتنے میں دل میں چمکی جذبات دل نے لے لی
گرمی سے جل رہی تھی بھٹی پیاس کی بھی شدت
لے بزم چرخ ملت روشن رہو تو دائم
اسلام کا مرقع معصومیت کی دیوی
یہ عمر اور یہ کاہش بہر وطن مبارک
عشق وطن کا دریا سینوں میں موجزن ہو

(۴)

اک بھڑ بھن ہاتھ یا خاکِ شت و میداں
میدان برق سوزان بھول نمادہ ریتی
اس خاک پر قیامت منتظر دکھا رہی تھی
تھی سوگ و احسرت ارمان یاس نالاں
شیرازہ منتشر تھا اسلام کے چمن کا
آغوش خاک میں تھے بیجان ہوش و حرکت
کیف سکون نظریں آنکھوں میں مسکڑہٹ
گردِ رخ منور اک شان بے نیازی
آنکھوں میں تکنت تھی پلکیں ہو میں ڈوبی
بالوں میں خاکِ الفت تن خاک میں طہیدہ
عرب ہلالِ احمر رخ سے ٹپک رہا ہے
خونِ جبین نے بہہ کر رخ پر ملا تھا عازہ
پھولی سمائی لڑکی ہرگز نہ پیرہن میں

تھا آگ وشتِ غربتِ اصحر تھا گرم و سوزاں
جلتی وہ دوپہر کی آتشِ فروشِ لوتھی
پڑنے سے پاؤں جس پر چپکاریاں نکلتی
خوں سے نہیں جھاگوں لاشوں پر تھا میدان
میدان جنگِ سماں حرماں و درد کا تھا
شیدا و جاں فروشِ دل و دادگانِ ملت
تھے خاکِ جسمِ خاکی روئیں فلک کی نزہت
رنگِ طانیت سو ہونٹوں میں دل نوازی
تھا سامنے جواں اک تصویرِ جاں فروشِ
نبیوس پارہ پارہ مثل گلِ دریدہ
شاہد تھی چشمِ خوہیں افسرِ یہ فوج کا ہے
جبروتِ قومِ تیکھی چتون سے تھا ہویلا
نبضوں کو جھک کے دیکھا تھا سانس کچھ بدن میں

زخموں سے خون پونچھا جلدی لڑکھا چلاؤ
 مصوم جو صحر خدمت میں اپنی پانی
 شوق نظر سے اپنی پانی کا قطرہ مانگا
 جب پیاس بچ گئی تو افسر کے ہوش سننے
 پھانے لگائے اپنا اور کچھ دوا لگائی
 لڑکی کا ہاتھ تھا مازدیک لے بٹھایا
 افسر کی چشم مرہوں تشریح کر رہی تھی
 لے جاں فروش ملت دنیا میں ہیں میں تنہا
 تھے پانچ بھائی میرے پانچوں ہیں عرش آرا
 قربان ہو چکے ہیں اور خون بہا گئے ہیں
 شیردوں کے سر سدا غم رہتے تھے جن کے آگے
 ان کا ہوا ہے دشمن دشمن کا ایک گودہ
 اسلام پر تصدق اپنی کروں گی میں جاں

افسر کی گرد بھاڑی، پانی کا بوجھ رکھ کر
 جنرل کو ہوش آیا نازک نظر اٹھائی
 ابرو کو دیکھے حرکت پانی کی سمت دیکھا
 لڑکی نے آب شیریں ڈالا لبوں میں اس کے
 لڑکی نے خون فروشاں زخموں کی کی صفائی
 آئی ترائیت تو افسر سننے کے بیٹھا
 مومنیت سے جو کچھ دل پر گزر رہی تھی
 لڑکی کا حال پوچھا بولی وہ زہرہ سیمیا
 تھا باپ خادم دیں پرسوں وہ کام آیا
 کل جنگ پر وہ پانچوں سر کو کٹا گئے ہیں
 کڑیل دلیر رستم لڑکے تھے دو چچا کے
 کل شام میں نے ان کو میدان جنگ بھیجا
 تنہا میں اب ہوں افسر ملت پہ ہونگی قربان

(۵)

آہ دل حزیں سے اندھیر گھٹ رہا تھا
 امید وار رحمت مسلم کی کاوشیں تھیں
 تازہ بہار پر تھا مسلم کا بخت واڑوں
 دشمن کی تیغ عرباں امدادی صفائی
 آنکھوں کی خامشی پر ابر ملال چھایا
 بیوہ کا روئے غم گئیں غربت مرے عبرت
 کم عمر ایک لڑکی جس میں تھی رجز پیمیا

میدان جنگ سطح محشر بنا ہوا تھا
 گولوں کی برق پاشی توپوں کی شور و تھیں
 رنگیں میں ہوئے خوں و فلک بھی گلگوں
 ستراؤ ہو رہا تھا خنجر کی تھی بن آئی
 چہروں پر یاس و حسرت سنج و الم کا سایا
 چشم تیریم بیکس پیغام یاس و حسرت
 تھا اک گرد و شواں اک سمت لشکر آرا

صد سے بڑا ہوا تھا شوقِ مئے شہادت
 اتنے میں برقِ آسا دستِ ستم سے چھٹکر
 تاریک تر تھی دنیا چھایا دھواں نظر میں
 روحِ رواں ملتِ حورِ مکانِ جنت
 نو عمر ایک لڑکی جانِ باز راہِ قومی
 بریں لباسِ رنگیں مثلِ عرویںِ نو تھا
 آنکھوں سے کیفِ عشقِ اسلام تھا چھلکتا
 تھیں رحمتیں فراواں تھا نورِ رخ پر قرباں
 صدمہ جہاں تجھے لے حسنِ نگارِ ملت
 صد آفریں ہے تجھ کو رنگِ بہارِ ملت
 بر نامِ ملکِ دولتِ کردی فدا تو جاں لہ
 قومی نمودِ شمعِ تسلیمِ مسلمان را

تمغہ شیطانی
 حضرت علامہ راشد الخیر نے اسلام کو جن سائنٹفک اصولوں پر تحریر فرمایا؟ اردو لٹریچر میں اس کی نظیر نہیں مل سکتی جن مسلمانوں نے سچ کر علامہ محترم کی تصانیف کو پڑھ لیا صحیح اسلام ان کے ذہن نشین ہو گیا اور ہزاروں گھرتا ہی سے بچ گئے۔ تمغہ شیطانی میں امتِ شیطانی کے آٹھ کیرکٹور کھائے گئے ہیں ان لوگوں کے جو نیک انسان سمجھے جاتے تھے مگر ان کے صرف ایک فعل سے جو ظاہر بیتِ معمولی بات تھی حلقہ شیطانی میں داخل ہوئے جہاں ناکرے والی بھری، ملاجی خاصا صاحبِ حالات پڑھ کر ہنستے ہنستے پیٹ میں بل پڑ جاتے ہیں وہاں شمسِ پیر جی، شیرازی کے واقعات آنکھوں سے آنسو گرا دیتے ہیں مجید موثر، شبی آموز اور عبرت انگیز فسانہ؟۔ رسالہ عصمت میں مسلسل شائع ہو کر دہوم چمکی ہو، سینکڑوں خواتین اسے کتابی صورت میں شائع کر نیک اصرار کر رہی تھیں۔ قیمت ۱۲/

مینجی رسالہ عصمت دہلی

بی اماں سے خطاب

اے کہ تیرا ہر ارادہ تھا نہایت ہی اٹل
تیری ہستی یادگارِ رونقِ ایام تھی
تیرے اعضا میں رواں تھا ایک یا کوئی خوش
تیرا ہر جذبہ ضیاء گہرنا یا بس تھا
زندگی تیری چراغِ ملتِ دیرینہ تھی
ہمتِ محبوب کو بخش ہے تو نے زندگی
اس خزانِ زلیست میں اک ماورِ ملت تھی تو
معنیِ علم و عمل پر وہ سے بے پردہ کئے
جو فضائے تار میں اک شعلہ خورشید ہو
زندگی تیری ہے مثلِ چراغِ صنوبر و شمشاد
گلشنِ امید میں جہاں دئے رنگین گلاب
ہر ورقِ تیری کتابِ عمر کا ہے خود کتاب
۱ رہ امید میں جھکنا اے کامگار
زندگی میری بھی اک ماضی کا آئینہ بنے

اے کہ تیری ذات تھی سراپاِ علم و عمل
اے کہ تو اک جوہرِ تیغِ دلِ اسلام تھی
تیرے سینہ میں بھرا تھا بحرِ سلامی کلجوش
تیری رگ رگ میں دفور جوشِ سیلاب تھا
تیری ہستی شمعِ بہت کیلئے آئینہ تھی
تو نے مردہ زندگی میں روحِ تازہ چھوٹی
ایک شعاعِ نیرِ آسودہٗ رفعت تھی تو
تو نے دھڑلے مغنی آشکارا کر دئے
مدعاے دل تیرا اک گہرا سیر ہے
تیرا ہر لمحہ منور ہر گھڑی نیرِ بدش
ظلمتِ ملت میں چمکاؤ منوراً فتاب
امتحانِ زلیست میں تو کس قدر ہو کامیاب
آسکوتِ یاس میں مجھ کو بنالے رازدار
۲ میرے کانوں میں بھی وہ روحِ پنہاں چمکے

آج کل زار کو بھی رازدارِ دل بنا
زندگی اس کی بھی اک برقِ دلِ سبنا

خالدہ خاتم

خالدہ ظلمات میں امید کا پیغام ہے خالدہ تو روشنی نیر اسلام ہے
حسرت تاریکی شب میں چراغ شام ہے اس زمانہ میں خدا کا آخری الہام ہے

مشعل امید کو تجھ سے ملی تا بندگی نخل ارماں میں تری ہستی ہو انا زکلی
شعلہ امید ہے تیرا چراغ روشنی غنچہ اسلام کو بخششی ہے تو نے زندگی

کس قدر جذبات تیرے زلزلہ انگیز ہیں کس قدر ادراک تیرے آرزو آمیز ہیں
حیات مضطرب کتنے توج خیز ہیں گلشن امید میں جذبے تخیل ریز ہیں

حورِ ملت تو چراغِ ظلمتِ ایام ہے نورِ ملت تو بجلیِ اسلام ہے
ماہِ عزت تو نسیم صبح کا پیغام ہے تو جہاں میں مرہمِ زخمِ دل ناکام ہے

تیری چشمِ ماہِ ردائینہ دوقِ نہاں تیری زلفِ مشکبو تارِ رباب کا مراں
تیری رگِ رگ میں نہاں ہیں شایہ برقِ طلا بجلی امید ہے تیری نگاہوں میں پہناں

ماہِ تابِ لست کو ہے تجھ سے زیبائیِ ملی حورِ ملت کو تیرے جلوں سے رعنائیِ ملی
عینِ اسلام کو تجھ سے مسیحا فی ملی مضطرب ذرات کو تجھ سے شکلیاں ملی

چشمہ حیواں ہے تو بہر لب تشنہ ترین ہے چراغ آرزو بہر دل حسرت نشین
غیر، توحید میں تیرے یہ لب ہائے سبیں تو سراپا پر تو صد جلوہ پر وہ نشین

اے مہامید۔ شمع مدعائے سینہ ہو اے چراغ آرزو ماضی کا اک آئینہ ہو
خالہ اٹھ عکس شمع جو شش دیرینہ ہو اس گلستان خزاں میں اک گل پارینہ ہو

دور کر یہ ظلمت شام شب حسرت نواز پھر مٹا آئینہ دل سے ذرا رنگ مجاز
اے بہار زندگی گلشن میں ہو جنت طراز پھر دل آوارہ میں بھرے ذرا حسن نیاز

دشیت وحشت آفریں میں پھر چمن پرواز ہو اے مہ گل خاں ملت تجلی ساز ہو
گوشہ خاموش میں پھر مشر آواز ہو آ۔ جمال ناز سے شمع ضیاء پرواز ہو

موودہ مسلمان جہاں اور احکام الہی سے ہزاروں کوس دور جا پڑے ہیں اسی طرح لوگوں کی پیدائش میں بھی وہ اسلام کو بدنام کر رہے ہیں نہایت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ شرع اسلام کا فیصلہ پس پشت ڈال کر مسلمان لوگوں کو کلام الہی کے خلاف ترکہ پر رہی سے محروم کر کے رواج کو ترجیح دیتے ہیں۔ علامہ محترم نے یہ کتاب اسی خوابی کے انسداد پر لکھی ہے اور حق یہ ہے کہ بہت خوب لکھی ہے اور ایسے درد سوز و گداز سے کہ پتھر سے پتھر دل بھی اس کو پڑھ کر سوجھتی ہی نہیں بلکہ موم ہو جاتے ہیں قصہ اس قدر دلچسپ کہ بغیر ختم کے نہ چھوڑا جائے

فیت ۸۰
لے کا پتہ منجور سالہ عصمت دہلی

یادِ خاتونؑ

اُداس دل کی حقیقت کا کیا ہیاں کیجئے
جہاں میں آہ کسے اپنا رازِ دان کیجئے
کسی شگوفہ عالم پر اعتبار نہیں
ہمارِ باغ کو دو چار دن قیام نہیں
شیم غنیم معطر کنِ مشام نہیں
نگاہِ یاس کو تصویرِ خوابِ دنیا
سنبھل کہ کشتی امید کو تیرا نہیں
یہ عہدِ زلیست ہے غافلِ دم بہا نہیں
یہ نقشِ صفحہ عالمِ حجابِ فانی ہے
خزانے چنکے اجاڑے وہ پھولِ گلشن کے
نگاہِ شوق میں تھا اضطرابِ جن کے لئے
کہ اکھا شاخ پر کھلنے کا بھی نشان رہا
ابھی شگوفوں میں ایک نو دمیدہ غنچہ تر
لطیف و دلکش و زیبا عجیب و گل پیکر
وہ جس کی دید سے دل پُر ہو جاتا
وہ آنکھ جو کہ حقائق کا ایک وریا تھی
وہ جن کہ جس کی خموشی بھی زمرہ زاتی تھی
وہ گفتگو کہ جسے آبرو سے علم کہیں
نہ فخرِ لشوارِ ہندِ محترمہ خاتونِ اکرمِ رحمہ

لبِ طہیدہ کو کیا واقفِ فغاں کیجئے
کسی سے حالتِ دل ہائے کیا بیاں کیجئے
کسی سے لطفِ محبت کا سازگار نہیں
چمن میں جی کے پہلنے کا انتظام نہیں
فساءِ گل و بلبل کو کچھ دوام نہیں
نظر کے سامنے مثلِ سراپ ہو دنیا
ٹہر کہ موجِ جوانی کا اعتبار نہیں
یہاں کی عشرتِ امید پاؤں دار نہیں
یہ کیفِ نعمۃ المناک سی کہاں ہے
مشامِ زلیست معطر تھا جن کی خوشبو سے
وہ پھول ایک ہی جھونکے میں ایسے کلمات
کوئی شگوفہ نہ رکھا نہ خواہ رہا
حسینِ نازک و شیریں جمیل و خوش منظر
کہ جس کی شانِ نفاست سے ہو نظر شدہ
وہ جس کو دیکھ کے آنکھوں میں نہ ہو جا
وہ رخ کہ جس کی بقیٰ علومِ انفسِ زاتھی
لبوں کی جنبشِ نازک نمودِ نعمۃ تھی
وہ طرزِ لظن کہ جس کو گل مراد کھلیں

وہ فخر قوم جو اک شمع زندگانی تھی
 کہ جس کی ولایت سے وابستہ کامرانی تھی
 وہ جس کا ہر قدم اک نقشِ غیر فانی ہے
 ہماری ہریم میں وہ شمع زندگانی نہ رہی
 خموش محفلِ منساواں ہے تازگی نہ رہی
 وہ عندلیبِ کفروں میں جس کے اندر تھی
 یہ داغِ دل سے مگر آہ مٹ نہیں سکتا
 یہ زخمِ دل کی رگوں میں جال ہے ایسا
 ہمیشہ آنکھ کو ماتم رہیگا خاتون کا
 جہاں میں عظمت رفتہ کی اک ستانی تھی
 نظر کو راہِ ترقی جسے دکھائی تھی
 وہ جس کی یاد بھی امید کی کہانی ہے
 نگاہِ تیرہ میں اب کوئی روشنی نہ رہی
 بہارِ باغ کی دنیا میں اب خوشی نہ رہی
 چین کی گود کو افسوس گر گئی خالی
 یہ نقشِ لوحِ جہاں پر ہے تا ابد زندہ
 ہر ایک سال لگائیگا جس کو ایک چرکا
 ہے گا زخمِ سدا آہ چشمِ پرچوں کا

xxx

وداعِ خاتون

جنتِ مکاری محترمہ خاتون اکرم اگر ایک طرف تمام ملک کی مائیدان
 انشا پر داد تھیں جن کی ادبی قابلیت پر بڑے بڑے مرد و رشک
 کرتے تھے تو دوسری طرف بحیثیت عورت کے اس قدر اعلیٰ کیرکری بی بی تھیں کہ ان کے اعزازِ آج بھی
 ان کی یاد میں خون کے آنسو گر رہے ہیں موجودہ کے خیر حضرت علامہ راشد انجری مدظلہ زمرہ کے انتقال
 پر جو قیامت انگیز مضامین تحریر فرمانے تھے وداعِ خاتون کے نام سے شائع ہوئے ہیں جو بتائیں گے
 کہ پہلو کسے کہتے ہیں اور لڑکی شادی کے بعد کس طرح سسرال لوگوں کے دل نشخ کر سکتی ہے وداع
 خاتون کا ایک ایک فقرہ درد و اثر میں ڈوبا ہوا ہے۔ ناممکن ہے کہ اسے پڑھ کر انسانوں کی جھڑباز شرم
 ہو جائیں سوکتوں کے پڑھنے کا وہ اثر دل پر نہیں ہو سکتا جو صرف اس کتاب کے پڑھنے سے کہ نہ کہ پاپ
 جیتی ہے۔ قیمت ۵ روپے
 منیجر رسالہ عصمت دہلی

پیاری بہنوں سے

سحر ہو گئی روشن سرسبز ہے منور فضا ئے رخ بحسرو بہ ہے
 چین زار ہر برگ و شاخ شجر ہے ترم چکاں نفسز باد سحر ہے
 میں شاداب بوٹے ہیں سرسبز پتے
 دنیا پاش ہے خاک روشن ہیں نئے

ہوئی روشنی سے فضا نور افشاں درخشاں ہوئی چشم صبح گلستاں
 کھلے چار جانب گل خندہ سااں چھڑکتی ہو شبنم جو رخ گل پہ افشاں
 ترقی کی کرتیں خراماں ہیں ہر سو
 فضاؤں میں پھیلی تمدن کی خوشبو

زمانہ کو تعلیم کی دہن لگی ہے تمدن کی تنویر چھائی ہوئی ہے
 ہر اک گل میں بوئے ترقی بسی ہے ہر ایک قوم نیر کو شرما رہی ہے
 کہیں کٹ گئیں وہ مصیبت کی راتیں
 سحر ہو گئی جاگ اٹھیں پیاری بہنیں

دور آنکھ کھولیں نظراک اٹھائیں ترقی کو اولاد آدم کی دیکھیں
 زمانہ کی حالت سے اٹھ کر سبق لیں مصیبت پہ اپنی نظرا یک ڈالیں
 ہے تہذیب کی مے سے مخمور دنیا

وہی حال بہنوں ہے لیکن ہمارا

مری پیاری بہنویہ دنیا کے دہندے نہیں چین جو ہم کو اک لمحہ دیتے
 چمکاتے ہیں ہم یہ جہ پچوں کے جھگڑے ہیں شوہر سے اکثر جو یہ طعن نشین

ہمارے گھروں کا جو یہ ماجرا ہے

ذرا اصلیت اس کی دکھیں تو کیا ہے

یہ بچے جو لڑتے ہیں آپس میں ہر دم ہمارے سردل پر جو شورش ہے پیہم
جو کہتے ہیں یہ ناک میں اتنے ہے دم شرارت سے انکی جو نالال ہے عالم

یہ ہیں آج آفوس جو ایسے بگڑے

ہماری جہالت کے ہیں یہ نونے

ہنیں بھائیوں اور بہنوں میں الفت نہ کچھ بھائیوں ہی کو لینے محبت
نان کو نماز اور روزے کی حاجت نہ پروا وطن کی نہ کچھ وز و دلت

نہ تعلیم پانے سے امنوس بہنو

یہ اولاد کا اپنی احوال دیکھو

اگر گھر میں آئیں ولی عہد عالی تو چھاتی ہے اک موت کی سی خموشی
ہیں ماتھے پہ شکنیں ہے آنکھوں میں برخی اگر کوئی بولا تو شامت ہی آئی

انھیں والدہ دوڑ کر لائیں کھانا

سلفی دلوٹا ادھر لائی ماما

زبان پر جو رکھا تو بدے ہیں تیرور لگا ہوں میں چکے ہیں غصہ کے نشتر
چٹنا کے کی آواز سے دوڑیں مادر نرالا تماشا یہاں دیکھا آکر

زمین پر ہے سالن بدر رو میں روٹی

کھوٹے ہیں اندھے لڑا ہکتی ہے کشتی

وہی نور عینین معصوم پیارے وہ ہی طفل شیریں ہمارے دلائے

جو تھے زندگانی کے اپنے سہارے وہ ہی نخل امید تھے جو ہمارے

ہزاروں امیدیں تھیں وابستہ جن سے

دکھاتے ہیں وہ آج ایسے کرتے

ہوئے آج وہ اس طرح دل کا خلیاں بنایا انہوں نے ہمیں یوں پریشاں
ان ہی کے تصور میں غلطاں و پچاں ہیں اعمال سے ان کے دن رات حیراں
نہ والد کے اپنے روادار ہیں یہ

ادھ ماں کی صورت سے بیزار ہیں یہ

کہیں باپ کے ہوئے ہیں مقابل کہیں ماں کو فرما ہے ہیں یہ جاہل
کہیں بسیروں پر ہے اک حشر نازل ہے ہر وقت غمگین ہمشیر کا دل
ہیں یہ نسل آدم کہ حیواں ہیں یہ؟

دہی شرف مخلوق انساں ہیں یہ؟

جو دیکھیں سبب اس کا معلوم ہوگا ہے یہ پرورش کا ہماری نتیجہ
ہیں پر مراسر ہے الزام اس کا ہماری جہالت کا ہے یہ تقاضا
گر لے کاش ہم آج جاہل نہ ہوتے

تو کیوں گھر کے ہوتے ہمارے یہ نقشے

مری بہنو ہم کو جہالت نے مارا جہالت نے ہندوستان کو گرایا

جہالت نے بارغ وطن کو اجاڑا جہالت نے اپنا سفینہ بہایا

جہالت نے کی غرق عورت کی کشتی

جہالت نے روکی وطن کی ترقی

جہالت سے ناقص ہے مشہور عورت جہالت سے عورت ہے اک تنگدلت

زمانہ کو ہے اس کی ہستی سے نفرت وطن کی ہے دشمن ہماری جہالت

جو تہذیب کچھ صنف نسواں میں ہوتی

نہ منہ ہند کو آج دکھلائی پستی

نہ پھنستے مصیبت کے گرداب میں ہم نہ ہوتی جھائے فلک ہم پہ پیہم
 نہ آج ہم پہ اس طرح ہنستا کل عالم زمانہ میں ہوتے نہ یوں سرنگوں ہم
 جو تعلیم خاتون ہندی بھی پاتی
 نحوست نہ یوں آج انگلی دکھاتی

جہالت سے محکوم عورت بنی ہے جہالت نے مٹی پیدا اس کی کی ہے
 جہالت سے اپنی یہ حالت ہوئی ہے جفا ہم پہ مردوں کی اتنی بڑی ہے
 سہیں ظلم بے حد نہ ہم لب ہلائیں
 وفاق سے نہ پاؤں ذرا ڈمگائیں

شرعیات سے پردہ سوا ہے ہمارا ہے زندان خانہ میں اپنا گزارا
 نہیں روشنی کا کہیں اک شرارہ نہیں بجز تاریک تر کا کسنا را
 نہیں علم دنیا میں کیا پورا ہے
 خبر ہی نہیں شمع تہذیب کیا ہے

جہالت سے مردوں کی سختی میں آئے جہالت سے یہ ظلم ہم نے اٹھائے
 جہالت ہی نے ہکویہ دن دکھائے کہ دشمن ہمارے ہیں اپنے پرانے
 سمجھتے ہیں عورت کی ہستی ہی کیا ہے
 کہ قرآن نے مردوں کو حاکم کہا ہے

ہو وہ باپ بھائی کہ بیٹا کہ شوہر نگاہوں میں ان سب کی عورت ہر حق
 سمجھتے ہیں سب ہی ذلیل اور بدتر ہیں تحقیر کرنے میں یہ سب برابر
 فقط اک جہالت نے کی ہے یہ حالت
 جو عورت سے رکبتے ہیں یہ اتنی نفرت

بہت طول ہے داستان پریشاں کہاں تک ساؤں غم درو پیہاں

جو حالت ہے اپنی ہے سب پر نمایاں . ہے دنیا کو معلوم یہ حال نسواں

مری پیاری بہنو یہ غفلت کہاں تک

ہماری یہ غمناک حالت کہاں تک

ذرا ہمتیں اپنی مضبوط کیجئے بہت راہ منزل میں اُگے ہیں روٹے

ہے ہمت سلامت توہوں لاکھ خطر قطع ہو ہی جائیں گے دشوار رستے

جو ہمت کریں سب نہیں دور منزل

بڑھاؤ تو کشتی ہے نزدیک ساحل

نہ گھبراؤ اس ظلمت زندگی سے بڑھے جاؤ پاؤں مہانا نہ نیچھے

ڈرائیں ہیں لاکھ دشوار رستے مگر خوف کھانا نہ ہرگز کسی سے

ترقی کی راہیں کھلی ہیں سراسر

نہیں کوئی ساختھی تو ہے ہم کو کیا ڈر

ہمارا معاون خدائے جہاں ہے وہ ہی رہنمائے رہ کارواں ہے

جدہر دیکھتے اپنا رہبر دہاں ہے اُسی کے بھروسے زمین و زماں ہے

اسی کے سہارے بڑھاؤ یہ کشتی

ہو مقبول نسواں جمالہ کی عرضی

قلبِ غریب

چھوٹے چھوٹے نہایت لطیف ادبی مضامین کا دلاویز مجموعہ جذبات -

نسوانی کی دروگانہ ترجمانی ان مضامین میں علامہ محترم نے شاعری کی

ہے اور نظم نثر کی یہ کتاب بہترین نمونہ ہے جو اردو میں پیش ہو سکتی

ہے طرزِ تحریر اپنا پایا رکھتا ہے پھر بھی جی زبیر ایک ایک فقرہ حفظ کرے کو کجی چاہتا ہے

ملنے کا پتہ - مینبر سال عصمت دہلی

قیمت صرف ۸۰

باب سوم

ترا نہاے گلبر

فہرست متعلقہ باب سوم

- ۱۔ سوگوار وطن ۵۱
- ۲۔ میں کون ہوں ۵۲
- ۳۔ عید وطن ۵۵
- ۴۔ جرم حیات ۵۷
- ۵۔ خونناہِ دل ۵۸
- ۶۔ وطن کی جوگن ۵۹
- ۷۔ کنیزِ وطن ۶۰
- ۸۔ پریشان حیات ۶۳
- ۹۔ پر تو ریاس ۶۴
- ۱۰۔ تراوشِ ابر میں۔ ۶۵

سوگوار وطن

کیا پریش حالِ الم ہوں کشتہ تیغ ستم
 واما ندہ صحرائے غم حسرت نواز چشمِ نم
 سودا بہر حسرت شیم خونیں قلم خونیں رسم
 لے خون شدہ تارِ نظر

ناکامیاب جستجو محرومِ رنگِ آرزو
 آوارہ ہر سوشل بُو بربادِ خستہ کو بکو
 آنکھیں ہیں اک جوئے ہو ہیں زخیم محتاجِ رفو
 اٹ لے جنون چارہ گر

میں نالہ جان کاہ ہوں میں زخمِ دل کی آہ ہوں
 میں کشتہ ناگاہ ہوں گم حال ہوں گم راہ ہوں
 دور از غم صد جاہ ہوں میں راندہ درگاہ ہوں
 کیا پوچھنا لے دردِ سر

اک ہستی برباد ہوں اک تربتِ ناشاد ہوں
 پابستہ صیاد ہوں میں کشتہ جلا د ہوں
 لذت کشں بیداد ہوں محروم از فریاد ہوں
 سن لے زبانِ اشک تر

بیگادہ منزل ہوں میں گم کردہ ساحل ہوں میں
 دارفتہ محل ہوں میں دیوانہ قاتل ہوں میں

آوارہ دل بسمل ہوں میں برباد مستقبل ہوں میں

اف لے حیات بے خیر

میں آہ خون انجام ہوں میں بسمل آلام ہوں

محروم ہوں ناکام ہوں غم حال ہوں غم مام ہوں

اک درد کا پیغام ہوں میں کشتہ ایام ہوں

لے وحشت صحرا بسر

خونیں ہوں خون سماں ہیں مجروح صد پیکاں ہوں میں

شمع شرافتاشاں ہوں میں اک آنشیں داماں ہوں میں

صدابدوش گریاں ہوں میں شام غم ارماں ہوں میں

لے آرزو دے خون نظر

جلتا ہوا جگنو ہوں میں ٹپکا ہوا آئسو ہوں میں

بکھرا ہوا گیسو ہوں میں بھٹکا ہوا آہو ہوں میں

اٹا ہوا جا دو ہوں میں لٹا ہوا بازو ہوں میں

لے بہتِ خستہ اثر

اشک شب دیجور ہوں حسرت زدہ مجبور ہوں

مجنوں صفت مشہور ہوں آتش زدہ ہوں طوڑ ہوں

اس حال میں سرور ہوں رستا ہوا ناسور ہوں

لے لذت دردِ جگر

خون آفریں سحریر ہوں حسرت زدہ تقریر ہوں

شرح غم دل گیر ہوں حسرت کی اک تفسیر ہوں

ربا و چرخ پیر ہوں اک آوے تاثیر ہوں

اُن لے دعائے بے اثر

پابستہ زنجیر ہوں میں کشتہ شمشیر ہوں
بگردی ہوئی تقدیر ہوں شوریدہ موصویر ہوں
خوابِ الم تعبیر ہوں مجروح دل پنخیر ہوں
ہاں لے دل خستہ جگر

پھوٹی ہوئی قیمت ہوں میں ٹوٹی ہوئی تربت ہوں میں
پامال صداقت ہوں میں بیگانہ راحت ہوں میں
دیرانہ وحشت ہوں میں غم نامہ حسرت ہوں میں
لے نالہ آتش بسر

اب اسے خاموش کر یہ نالہ وحشت اثر
کر لے رفو چاگ جگر دے توڑ تارِ اشک تر
لے حسرتِ دل الحذر تاکے یہ آہ پُر شر
اُن لے جمالِ در بدر



شمع خاموش
جئے خاموش ماتہ شمعِ ناکامیاں پر مگر بن کر گبولہ آہ پر غم کو بکھلی
اسی حسرت میں ابے نئے جگر چاہنا مگر صد افریقہ آرزوئے نونگلی
اردو کی مشہور شاعرہ مرحومہ پنچہ بیگم لکھنوی کی در داغیز اور موثر نظموں کا مجموعہ مولانا ابوالخیر ایڈیٹر عصمت بنات
نے دیا ہے لکھ کر مرتب کیا ہے نظمیں ہندوستانی مسلمان عورتوں کی مطلوبیت کا صحیح فوٹو اور مسائل میں شائع ہو کر
مقبول ہو چکی ہیں۔ ہر سر شعر در سے ہر نیا پڑھ کر انوکھ لگنے لگے ہیں کہ نونگلی کے کلام کا ایسا درد انگیز مجموعہ اب تک نہیں
چھپا زبانِ آسان اور عام فہم ہر قیمت پر ملنے کا بہتہ مینجر رسالہ عصمت دہلی

میں کون ہوں

کون ہوں میں کیا بتاؤں ہم نواؤں کچھ پڑے
کون ہوں میں کیا بتاؤں اوستم گر کچھ نہ پوچھ
دل کی دیرانی کا کیا غم کیجے حبیب لے جنوں
یہ خودی اور بے کلی یہ اقصائے دروہے
دہر میں باقی نظام یاس و حسرت مجھ سو ہے
روشنی کی اک لپک لیکن لبیب دورتر
یاس و حسرت کی میں اک کالی اندھیری بات ہو
اک قلیل یاس کے حسرت زدہ جذبات ہوں
منزل الفت میں میں خنک و شہ آفات ہوں
ورنہ میں تو حسرتوں کی ایک مردہ رات ہوں
سوگ کا بادل ہوں میں خوں یار اک سا ہوں
ان اندھیرے خجنگوں میں بسبہ ظلمات ہوں

کیا بتاؤں کون ہوں میں لے جمال عنطرب
حالت قوی پر اک خوں رنے والی رات ہوں



گلستان خاتون

یہ جنت مکانی کے بے مثل انسانوں کا مجموعہ و شہید ظلم، آرزوؤں پر قربانی
انقلاب زمانہ، تربیت اولاد، طرز زندگی، ایج کی تسخیر دوسری شادی
وغیرہ وغیرہ محترمہ خاتون اکرم کے وہ سبق آموز مشاورد و رہنما گیزہ انسانے
ہیں جو انسانی دنیا میں غیر فانی درجہ رکھتے ہیں جن کی وجہ سے زمانہ رسالوں کے خریداروں میں سینکڑوں کا اضافہ ہو گیا تھا
اس سے پہلے کسی ہندوستانی خاتون کے ایسے بلند پایہ انسانوں کا مجموعہ اردو میں نہیں چھا ہندوستان کی خواتین گلستان
خاتون پر عیناً فخر کریں کہ جو ہر انسان ہماری معاشرت کی تصویر ہے کہیں ہنسی آتی ہو کہیں آنسو نکلے ہیں پلسیہ اچھا لگتا
ہے کہ یہ وہ دلچسپ انسانے ہیں جن میں کوئی واقعہ خلاف قیاس نہیں بلکہ عین مشاہدہ اور فطرت کے موافق ہے
ان کی دلچسپی قائمہ کتاب پر خود بخود داخل کرتی ہو اخبار ریاست کی ملنے سے کہ نہ صرف غلامین بلکہ مردوں کو بھی ان
سبق آموز اخلاقی انسانوں کا مطالعہ ضرور کرنا چاہیے۔ پتہ میجر رسالہ عصمت دہلی

عیدِ وطن

شانِ دُفائیں	حسنِ جنائیں	سیفِ قسریں	بنجمِ تحریں
ہے اک تکلم - کیفِ ترنم		صدِ برگِ تریں	حسنِ حسیں
موجِ تبسم - جوشِ تلاطم		جوشِ اثریں	برقِ شرریں
صدرِ نگہِ بویں	سیا سبویں	کیفِ نظریں	رنگِ مشریں
آبِ وضو میں	صدِ شستِ دُشویں	تابِ گہریں	ہر جسدِ ویریں
لذاتِ کوئیں	لذاتِ ہوئیں	رنگینیاں ہیں - گلِ چنیاں ہیں	
کیفِ نمویں	ہر آرزو میں	زرتینیاں ہیں - شیرینیاں ہیں	
خمِ ہائے ہوئیں	موجِ گلہریں	جوئےِ رواں ہیں	سوزِ بیاں ہیں
سہ ماہِ دوشی تابشِ فردش		سازِ نغاں ہیں	رنگِ جہاں ہیں
جرعاتِ نوشی - لذاتِ کوشی		حسنِ عیاں ہیں	نکبتِ چکاں ہیں
صحیحِ حرم میں	روحِ قسَم میں	سردِ چسپاں ہیں	انجمِ فشاں ہیں
شبنم کے غم میں	چشماتِ نغم میں	یا آسماں ہیں	ہے شادمانی - شکرِ زبانی
برقِ ستم میں	گیسو کے خم میں	خندہ چکانی - غنچہ فشاں فی	
شعِ حرم میں	موجوں کے خم میں	زلفِ صبا میں	سحرِ ادا میں
ہے کیفِ باری - نہبتِ گاری		سوزِ ہوا میں	سازِ فضا میں
بہتِ نشاری عشرتِ گساری		سکرِ خلا میں	جوشِ نوا میں
یہ حسنِ فطرت - یہ برقِ عشرت			
محوِ لطافت	غنجوں کی نکبت		

پھولوں کی زہرت	کیف نزاکت	حسرت نثاری	آنکھوں کی زاری
دل میں حرارت	آنکھوں میں عشرت	الام داری	ادھام گاری
وجہ صلاکت	سامان زینت	صدائے شکاری	آنکھوں کی زاری
زنگیں چین ہے - زریں سخن ہے		اف قلب مضطرب حالت ہے اتیر	
گل خندہ زن ہے لب پر شکن ہے		نالے ہیں لب پر نکہیں ہیں خوں گر	
ات ایک میں ہوں	لے نجات واژوں	دل کی نشانی	غم کی کبھی
پامال گردوں	برباد و محروں	سوزش چکا	شعلہ فشا
آنکھیں ہیں پر توں	لب میں شمرگوں	اغربیا	دل کی زبانی
حسرت ہے افروں	نالے ہیں منوروں	سوز نہا	اور بے زبانی
اُف سوز بیروں	حسرت ہے کمزوں	آنکھیں ہیں پانی	ہیں زخم دہانی
لب پر فغاں ہو رگ رگ پلپاں ہو		لے عید رخشاں میں ہیں پریشاں	
دل سرگراں ہو حسرت نناں ہے		حسرت بسا ماں وحشت بدماں	
مجبور قسمت	نا کام راحت	مایوسیایاں ہیں	نا کامیایاں ہیں
مایوس شوکت	محروم رفعت	بیچینیایاں ہیں	بے کیفیایاں ہیں
بر باد حالت	پامال حسرت	غم گینیایاں ہیں	خون ریزیایاں ہیں
جوشِ ندامت	پیغام عبرت	شعلہ نہاں ہیں	شکوہ عیایاں ہیں
تبریک غربت	تصویرِ عسرت	آنکھیں فغاں ہیں	خونیں بیاں ہیں
صحراے غم ہے اور چشمِ نم ہے		لے عید روشن بگریز از من	
دل میں الم ہے شکرِ ستم ہے		ہوں دور گشتِ جنگل ہے مسکن	
یہ سو گزاری	یہ غم گساری	اب قلب الجھا	اب ہوش بگڑا
یہ بے قراری	یہ اضطرابی	اب ہاتھ بہکا	اب جام چھلکا

ب آہ زابے شعلہ اٹھا ہے
 غم بڑھ گیا ہے دل مٹ رہا ہے
 کیا ماجرا ہے شام بلا ہے
 مضطر ہوا ہے غم گین فضا ہے
 اشکوں کا دریا آنکھوں پہ پھوٹا
 رخصت جہاں رخصت جہاں

اٹھا ہے تاملہ جلتا ہے صحرا
 اب حشر اٹھا اب فتنہ جاگا
 اُٹ ہو کیا کیوں قلب تڑپا
 سوز بیاں سے درد گراں سے
 حسن فضاں سے آہ نہاں سے
 دل کا نپاٹھا ہے گھبرا گیا ہے

جرم حیات

ماہِ شبِ جنوں کی مایوس چاندنی ہوں
 تصویرِ خاموشی ہوں برباد خاموشی ہوں
 میں حرفِ بیکسی ہوں یا خود ہی بیکسی ہوں
 گلہائے منتشر کی ٹوٹی سی ٹنگھڑی ہوں
 اور اُس چراگِ دیباہ میں اسکی روشنی ہوں
 ٹوٹے ہوئے دلوں کی تصویرِ بیکسی ہوں
 مایوس بستیوں کی مایوس زندگی ہوں
 برگِ خزاں زدہ کی نسرودہ زندگی ہوں
 ماہِ سحر کی یعنی مایوس روشنی ہوں
 شمعِ شبِ الم کی اک آخری ہنسی ہوں
 فرقتِ نصیب کو تل کا سوز زندگی ہوں
 اک کشتہ رستم کا میں خونِ آخری ہوں
 قومی سرود و غم کی غمناک یا نسری ہوں

شمعِ مزارِ غم کی برباد روشنی ہوں
 خاموش رات میرے جذبات کی گھٹا ہوں
 حسرتِ نصیبیاں ہیں میری نظر سے پیدا ہوں
 بوئے بہارِ اراماں ہر سانس میں نہاں ہوں
 تربت ہے یا سوغم کی پیغامِ صلہ بیت ہوں
 اجڑی ہوئی نظر کا آئینہ الم ہوں
 حسرت بھرے دلوں کا اک جذبات الم ہوں
 اڑتا غبار ہوں میں صرصر کی ٹھوکر دلی ہوں
 مٹی ہوئی سحر کا رنگِ خموش ہوں میں
 پردانہ وفا کا ہوں ایک پر شکستہ ہوں
 اک سوگوارِ بادلِ برسات کا ہوں یعنی ہوں
 بسمل کا رقصِ آخر ہے میری تپلیوں میں ہوں
 میں کون ہوں جہاں جرمِ حیات ہوں میں

خونبائے دل

خوں کی نہریں داستانِ دل کا عنوان ہو گئیں
 آبلہ سانی سے آنکھیں گلِ بدِ اماں ہو گئیں
 ہلے لے ہدم میری افسردہ سامانی نہ پوچھ
 دل کی حسرت زائیاں وحشت کا ساماں ہو گئیں
 شامِ غم! تاریکیاں خاموشیاں بڑھنے لگیں
 میری آنکھیں خود بخود دشتِ بنمِ بدِ اماں ہو گئیں
 ہیں کٹورے میری آنکھوں کے چپکنے کے قریب
 سیلِ آبِ اشک سے پلکیں جو لرزاں ہو گئیں
 نغمہِ حُفل میں میں ہوں یعنی اک تصویرِ یاس
 شمع کی خاموشیاں بھی مجھ پہ قرباں ہو گئیں
 ٹمٹاتا سا چراغِ آرزوِ سینہ میں ہے
 دل کی خلعت زائیاں جس سے درخشاں ہو گئیں
 لے جالِ مضطرب خاموش اب بہرِ خدا
 تیری نغمہ زائیاں حسرت کا طوفان ہو گئیں

وطن کی جو گن

جب بزمِ فلک پر سیارے کچھ جھل جھل مل کتے ہیں
جب بادِ شبنم سے غنچے ساغر اپنے بھرتے ہیں

ہر دنیا پر ہر منظر پر خاموشی طاری ہوتی ہے
سکرات کا عالم ہوتا ہے خلقتِ چین سے سوتی ہے

جب نورِ ایلنا رہتا ہے مہتاب کے عشرت خانوں سے
جب بادِ شبنم چھنتی ہے سیاروں کے پیمانوں سے

مخمر کر ہو ہو کر جب چاند بہکتا چلتا ہے
جب سیم فروشاں لہروں میں یہ کافر منظر ڈھلتا ہے

صحرا کی فضا میں چھپ کر جب شبنم ٹپ ٹپ روتی ہے
پتوں میں چھپا کر سراپا جب کالی کوئل سوتی ہے

جب موجوں کی سیمانی میں کچھ تارے ڈلگ کرتے ہیں
صحرا کے ستم گر منظر جب اُف جگمگ کرتے ہیں

خاموش فضا کے گلبن میں جب غنچے غافل ہوتے ہیں
جب گیسو والے سبجوں پر میٹھی نیندیں سوتے ہیں

جب بچے سوتے تہتے ہیں خاموش کنارِ ماور میں
جب مائیں نیندیں لیتی ہیں اک کیفِ دسکون کی چادریں

کہسار کے اس ستارے میں جب طائر ساکت ہوتے ہیں
اس چوٹی پر میں ہوتی ہوں جس کے پتھر سوتے ہیں

ہوتی ہے گلے میں اک کفنی اور آہ میں نالے ہوتے ہیں
 جذبات کی غم افزائی سے سب منظر کالے ہوتے ہیں
 ہونتی ہے جگر کی ٹین فزوں دل سینہ میں بھر آتا ہے
 یہ گیت دفنِ حسرت میں پھر چپکے چپکے گاتا ہے
 اے عشقِ وطن کے دیوانو ہے حالِ وطن اب عبرت افزا
 آنکھیں کھولو مستانِ نو یہ نیندیں ہیں بربادی زا

کنیز وطن

آنکھوں میں اک چمک پتلی میں اک دمک ہو
 رفتار میں یک ہو بالوں میں اک ہمک ہو

تیری جبینِ ناز

معصومیت کا راز

خم ہے تری کمر ہی محصور ہے نظر بھی
 ہواک نظر ادھر بھی جھک جائیگا تھر بھی

خاموش یوں نہ جا

بس اک نظر اٹھا

بے بوجھ سو پریشا پھر بھی نظر پر خنڈاں

حالت پر اپنی ٹاٹاں تو ہے پارِ شاواں

کچھ دردِ سر نہیں

اپنی خبر نہیں

لے میری ہمت رانی یہ تیری سرگ رانی
 ساری ہر عطرانی آنکھیں ہیں کہکشاں

جاتی ہے تو کہاں

کیوں ہے تو سرگراں

تیرا حرام سادہ معصوم تیرا جلوہ
 ٹاوان تیرا عشوہ انمول تیرا غمرہ

اپنی نظر اٹھا

کچھ حال دل سنا

تیری جھکی نگاہیں ہیں سادہ تراویں

نظر یہ جد بھیجنا ہیں معصومیتِ نمایاں

معصوم سادگی

آنکھوں میں روشنی

شبہم کے زم قطرے تاؤں کو مانگ لئے

دنیا ہے محو خواب

ہے نیریل آب

ناطورہ سمن بو آوارہ ہے مگر تو

آنکھیں بنا کے جاؤ پھرتی ہو لیکے جھاڑو

دنیا نہیں اٹھی ہے

لیکن تو سوچا کی ہے

بے فصل برف افزا سردی جو عرشہ آرا

ہے محو خواب دنیا تولے غزال رعنا

مدرہوش و محو کار

خدمت میں ہو تیار

آوارہ ہے فضا میں اس برف کی گھٹائیں

سڑکوں کی تیج ہوئیں کہہ کی اس پردائیں

خوش باش واہ واہ

کیا کہتا مر جیا

عالم ہے محو سماں آتش بزیرواں

لے نکلت پریشاں تو پھر رہی ہو حیران

ہمت یہ تیری واہ

ناطورہ اشک ماہ

خدمت کا تیری عالم زور یہ فضائے پریم

زلزلیں ہیں تیری پریم تو بہر قلب پر غم

تو نازش وطن ہے تو قلب کی بھین ہے

رنگینی چمن ہے ہر وقت خندہ زنگ

تو دجہ ناز ہے

عصمت طراز ہے

دل کی ہر میر و رحمت سرمایہ دار رحمت

یہ تیرا حال غربت ہے ایک عجوبہ ات

تو مایہ چشم

تو مصدر کرم

تو دل میں تازگی ہے آنکھوں میں روشنی ہو

تصویر خامشی ہے سامان بخودی ہے

تیری نگاہ تاز

ہر مخزن نیاز

ہے تیر محبت خالق کی زندہ رحمت

سرمایہ دار نکیت دور از خیال رحمت

ہر وقت محو کار

خدمت میں ہو تیار

رنگینی سحر ہے پھیکا رخ قمر ہے

زنگس میں ایک اثر ہو ہر برگ تازہ تر ہے

غنچے چنگ گئے

اور گل مہک گئے

باد صیلا کے جھونکے پتوں کو دیکے پتے کے

ہے درس زندگی

اک شمع روشنی

بارکشیف لے کر تو پھر ہی ہو گھر گھر
شائش لے سمن بر نازک یہ تیرا پیکر

اور یہ خدمتیں

دن رات منتیں

کارکشیف سب سو چھانٹا ہوا آہ تو نے
گھبرائے قلب سن کے میلے وہ کام گندے

ہیں تجھ پہ منحصر

کرتی ہے بے خطر

نازائے طن ہو تجھ پر تو قوم کی ہے رہبر
دیگی گورس یکسر کھول آنکھ اسی تو نگر

آ-دیکھ ادھر ذرا

کچھ عقل و ہوش لا

ہو نازش و طن تو کرمہ کو ضو فگن تو

دل کو مٹا محن تو بن نہت چمن تو

بس اب اٹھا نظر

لے دل پہ کچھ اثر

ادنی سی مہترانی ہے محو کار قومی

تجھ کو نہیں خبر بھی کب تک سیب دنیا کو

ہے قوم پریشاں

دل اپنا کرفکار

کہتی ہے حال خفی ادنی سی مہترانی

کب تک خیر غیبتی لے محو خواب ہستی

اٹھ اب ذرا جمال

عالم کا دیکھ حال

دولت پر قربانیاں

تعلیم یافتہ اور روشن خیال لڑکی کا اسوجہ سے کہ غیر کفو
میں شادی کرنے سے ترک پردی دینا ہوگا برا ذری
کے لڑکے سے جو لڑکی کے لئے عمر قابلیت وغیرہ کے لحاظ سے موزوں نہیں اور مذاق و خیالات
جدا گزرتا ہے۔ شادی کروینے کے دروناک نتائج اور دولت کے لاپس سوکن پریشی بیاہنے
کا عبرتناک انجام۔ دراصل یہ انعامی سلسلے کے پانچ بہترین افسانے خواتین ہی کے لئے ہوئے ہیں،
ہندوستان میں ہر سال لاکھوں بے زبان لڑکیاں رواج اور دولت کی چوکت پر قربان کی جا رہی ہیں
یہ درد انگیز افسانے ہر مسلمان کی نظر سے گزرنے چاہئیں، قیمت صرف ۸ روپے میجر عصمت دہلی

پریشانِ حیات

آہ آوارہ میں غم خیزی کے عنوان میں نہاں
 زخمِ دل آئینہ حال لب خاموش ہے
 آہ جودل سو نکلتی ہے وہ شعلہ بار ہے
 حال ناکامی قسمت اہلے ہدم نہ پوچھ
 حسرتیں برباد میں تیغِ ستم کے سامنے
 محو ماتم ہر نفس میرا دل برباد ہے
 دل سراپا یاس ہے میں اضطرابِ روبرو
 شعلہ باری دل کے نالوں کی سیر خاموش ہو
 خوں چکانی آنکھ کی خاموشی جذبات ہے
 میری آہوں سے برستے ہیں شرارِ متصل
 داستانِ دردِ دل افسانہ خاموش ہو
 آشک آنکھوں سے ٹپک کر زیرِ دامن سونے
 غمِ نصیبی سے فضا میں غمِ اش مونی ہیں
 دل کی حسرت باریاں لیکن ہوں کس مورستہ کم

سوزِ قوی دل کی رگ رگ میں شررِ پرواز ہو
 یہ جہاں غم چکاں افسانہ غم ساز ہے

پرتویا کس

کیوں سرخ چشم ہے تو لے ز گس شکستہ
کیوں کر رہا ہے لے گل لاپنا پارہ پارہ
غنجے نے کیوں یہ کردی ہر نیکی پری پریشاں
پھرتی ہے کیوں پریشاں باد نسیم خوش رو
بلبل کا نا دل کیوں درد سے بھرا ہے
کیوں سو گوار کو کل نفعی سنار ہی ہو
شب بزم کے نرم آنسو چپ چپ ٹپکے ہو ہیں
کیوں رو رہی ہے یار یہ رات کا کالی کالی
پھرتا ہے کیوں پریشاں راتوں کو چاندیاں
دن بھر پیش چپکاں ہیں سوچ کی گرم گہاں

فطرت کا ہر نظارہ کیوں درد سے بھرا ہے
حال جمال محروں ہر چیز میں چہا ہے



چارخ
عصمت کی مشہور انشا پر دارمختصرہ انیس فاطمہ صاحبہ بنت محبوب مرحوم کا لکھا ہوا ایک قیمتی خیر
افسانہ جو جس میں چار عورتوں کی عبرت انگیز اور سبق آموز آپ بیتی ہے چاروں کہانیاں
اچھی ہیں اور ان میں مغربی تمدن کی انہماک ہندو نظریہ عیسائی مشنریوں کی ہمت، رواج کی
پابندیوں کے نہایت دردناک نتائج دکھائے گئے ہیں۔ کتاب مختصر ہے لیکن جو نتیجے اس سے نکلتے ہیں
وہ نہایت اہم ہیں۔ قیمت صرف ۴۰ روپے کا پتہ بنجر سالہ عصمت دہلی

تراوش ابر میں

اُف گھٹائیں آسمانی صد لُالی بیز ہیں بادلوں کے سرئی ٹکڑے ہیں رفتار جنوں
قطرہ ہائے ابر باراں صد ترشح ریز ہیں ہلکی ہلکی یہ ہوائیں ناز گفتار جنوں

اُٹھ رہی ہیں شوخ موجیں پردہ کُما ابر میں کچھ چمک سی دوڑ جاتی ہے رُخ گلزار پر
کانپتی ہیں بلبلیاں صد جلوہ ہائے ابر میں رولتی ہیں نرم موتی دامن گلزار پر

ڈالیاں ہیں نیم کی نمناکیوں میں سترنگوں سبزہ دامان گلشن مینے گوہر فروش
ہے خمار چشم نرگس کو شترنگیں منوں اڑتی پھرتی ہیں سنہری بلبلیاں نغمہ بدش

چل رہی ہے تازیں ڈوبی ہوئی رنگیں صبا نرم و نازک ہونٹ گل کے اوس میں بھیگے ہوئے
بارش صہبہا سے ہے مخمور تر چشم فضا سبز تپے رنگ شرم حسن میں ڈوبے ہوئے

مرتش لمس صبا سے نونا لانِ چمن ہیں نسیم مست کے جھونکے تقاطرِ آفریں
چٹکیوں سے پھول کی مسکاہرِ دامانِ چمن کوہِ کوثر نے دہوئی ہے حسین یا حسین

برگ گل سے تازئیں بوندیں ہیں ایسویہم کُنا ہو حسین ماہ گوں پر صبیہ افشان زرفروش
یرٹہ رہا ہے دم بدم آجوی گھٹاؤں کا خار قطرہ ہائے ابر سے ہیں وادیاں گوہر گوش

کوئلیں تپوں میں ہیں محو نوائے حشر گیں
قمریاں چھڑے ہوئے ہیں سادعربانِ فغان
سوگ میں ڈوبے ہوئے کو کو کے نغمے غم نشین
ایک ادبچی شاخ پر شاما پریشانِ فغان

سبز بریل ہر فصلائے اغواں میں بے قرار
سبز یوں میں سیم گوں بوندیں جواہر نیز میں
قمری چڑیوں میں ہیں انگھیلیاں متنازعاً
یہ مناظر ہائے گونا گوں شراب انگیز میں

سامنے سے جا رہے کوئی نغمہ آفریں
انگلیوں میں بال نسری ہونٹوں پہ نغمہ بقیار
کیف موسیقی سے ہے پیشانی ناوک چسپ
شوخ طفلی سے پاؤں موج و ش مستانہ دلا

گائے دلے میرے دل میں حشر برپا کر دیا
گائے دلے میرے سینہ میں کلچہ ہل گیا
بال نسری نے تیری تازہ ورد پیدا کر دیا
دل کی خاموشی پہ ان نغموں سے نشر حل گیا

تیری آہیں چشم ترکوا شک خوں رلوا گئیں
تیرے نالے حسرتوں میں کیا قیامت کر گئے
مضطرب آہیں میرے جذبات میں تھرائیں
میرے حیات غم میں آہ سے پڑ گئے

نغمہ قومی سے انگلیں ہوئیں خون آفریں
یاد ماضی آہ ہر امیسد کو تر پیا گئی
سوز مستقبل سے ات جلنے لگا تھک رہا
پردہ ہائے کابدین روح تک بٹھرا گئی

گائے دلے آہ ادھر وہ نغمہ ملت سنا
پھر پریشان مجھ کو کرے صورت برگ چمن
آہ وطن کا راگ گا کر دل کو افسردہ بنا
کھینچے آنکھوں میں وہ برباد قصہ دیر دھن

تیرے نغمے خوش رہیں اور خوش ہو دنیا
یہ فضا میں دل سے تیرے رہیں جنت فریب
میری حسرت کا تو نظام کر دیا تو نے اہو
قلب مضطرب سے چھڑا یاد امن صبر و شکیب

اے جا۔ خاموش ہو کر دیکھ مت صورت مری
میرا حال زار اب اس سے سنبھل سکتا نہیں
نغمہ ماتے نے کر دی غیر اب حالت مری
اب تیرا مٹا موشیوں سے دل پہل سکتا نہیں

کب تک آنسو بہیں برہم ہو کیا کیا سونغم
روح مضطرب آج دگل میں دیکھ اب کب تک
یہ جمال مضطرب کب تک حسن الم
شورش جذبات دل میں دیکھ اب کب تک ہر



نوبت بیچ روزہ

شاہجہاں آباد اچڑ چکا مگر اس کے کھنڈر اب تک مٹنے والوں
کے کارنامے سنا رہی ہیں اور شہر کے در و دیوار اس وقت
بھی اپنے ہمانوں کا مرثیہ پڑھ رہے ہیں آج سے ستر سال پہلے دلی کیا تھی، بادشاہ کا جلاس قلعہ معلیٰ کی
بیاریں، شاہی جھنگٹے سیلوں تماشوں کے رنگ و ربا کی کیفیت قطب صاحب کے مقبرے پر غیب
شاہ پڑے اور کوئلہ کے جتن شہر آبادی کی چیل پہل، ہندو مسلمانوں کی معاشرت، رمضان عید سلوٹو
ساگرہ کے تزک احتشام، شادی بیاہ کے رسوم، غرض دور گزشتہ کی بہار اگر دیکھنی ہو تو نوبت بیچ روزہ
یعنی وداعِ قطف ملاحظہ فرمائیے جس میں آخری تابعدار مغلیہ کی پانچ نویتیں اس قدر درد انگیز ہیں
کہ لکھی گئی ہیں کہ خون کے آسور لو ادینگی، پانچویں نوبت وہ ہے جب دلی نے بادشاہ کو وداع کیا۔ غلام
شہرہ کے واقعات مخبروں کا ظلم مظلوموں کی حالت زار احمدوں کی بربادی عورتوں کی تباہی اور
بادشاہ کے پیہم مصائب ناممکن ہے کہ آپ آنسو پیائے بغیر پڑھ سکیں، بادشاہ کی تصویر اور تین نادر
عکسی تحریریں بھی دی گئی ہیں۔ نوبت بیچ روزہ حضرت علامہ راشد الخیری مدظلہ کی بہترین تصنیف ہے۔
اور وہ ہزار ہا ہر کل ہی ہر قیمت پر دوم دوم دوم علیٰ غیر مجلد علیٰ مجلد سے ریخبر عصمت دہلی

باب چہارم گل خانہ فطرت

بلیقہ جمال

فہرست مضامین متعلقہ باب چہارم

- ۶۹ ۱۔ برسات کی ایک شام
- ۷۰ ۲۔ سنگم کے راستہ میں
- ۷۱ ۳۔ فضائے حیرت
- ۷۳ ۴۔ مرغ آبی
- ۷۶ ۵۔ کوئل کی پہلی آواز
- ۷۸ ۶۔ جمنالہ آباد میں
- ۸۰ ۷۔ نوجوان بیوہ
- ۸۲ ۸۔ زیب النساء چھتری چھوڑ رہی ہے
- ۸۵ ۹۔ گلہ بان لڑکی
- ۸۷ ۱۰۔ دریا کے کنارے

برسات کی ایک شام

ہولے عطر بار میں فضائے لالہ زار میں

نشیب کو مہار میں ترنم ہزار میں

درخت سبز رنگ ہیں

نہال شرخ و شنگ ہیں

ہوائیں مست نائیں فنائیں گل نوازیں

طیور نغمہ ساز ہیں نوائیں دل گداز ہیں

میں پھول مست رنگ بو

چمک رہے ہیں آبجو

ٹپک رہی ہیں بڑیا چمک رہی ہیں پتیلا

کبیں صدا کی کہان کبیں ہیں مست قربا

عجب فنائیں ہیں حین

چمن ہے نغمہ آفریں

چمن کی ہر جھکاوا گلوں کی ہر جھکاوا

ہوا کی ہر جھٹکاوا صبا کی ہر کھٹکاوا

دلوں میں اک سرور ہے

نظر میں موج نور ہے

سہیلیاں میں خوش اثر چمک رہی ہر نظر

ہیں سرخ پھول نیلے دھپے سبز دوش پر

لبوں میں سکنا ہائیں

ہیں انچلوں میں جامیں

لچک رہی ہیں ڈالیا حسین چھو لہو رواں

ہوا سے نرم ڈوریا پھیل رہی ہیں ہر زماں

کھڑی ہیں رکیاں مگر

نظر جمی ہو جھوٹے پر

گردہ ان کا ہر حسین ہیں بل کے نغمہ آفریں

عسکران کی لہنیں ہر رنگہ ان کا نائیں

بکھٹیں گے لب تو ساتھ ساتھ

ملیں گے لب تو ساتھ ساتھ

دہ گار رہی ہیں بخیر نواح ان کی ساتھ

صدا ہے انکی خوش اثر ہر زیر ویم حیا بسر

کبھی فلک سے جا لگیں

کبھی زمیں سے اٹکیں

بلند پنگ جیب ہوا کسی کا قلب ہل گیا

تو رنگ سرخ بگڑ گیا ادھر سے تہمتہ لگا

تو انفعال سے ادھر

زمین کو جھک گئی نظر

کئی جو جھوٹے ہیں تھیں تو ڈوریاں بھی گھٹیں

ادھر چوڑیاں کٹیں زمیں پر سب ادھر گریں

گرا جو چھو لہو زور سے

زباں پر سب کی ہر زار سے

سگم کے راستہ میں

راہ میں سگم کے ملتے ہیں مجھے جاتے ہوئے
 موصےٰ باد صبا شیر خنی سے اٹھلاتے ہوئے
 سبز کلیوں میں نئی اک روح دوڑاتے ہوئے
 سبزہ زاروں میں گھٹا کا لی اداس کھیلتی
 پینچی دیواروں پر سر رکھے گردِ بِل کے رخ پھول
 یاسمن کے لب پر ایک موج تبسم خندہ بار
 ڈالیاں چپا کی بل کھاتی ہوا کی چھڑ سے
 ننھے ننھے چلتے پھرتے اور نہتے کھیلنے
 سنگِ بزمِ پھینک کر پانی میں اٹھاتے ہوئے
 مسکرا کر پیار سے کلیوں کو تر پاتے ہوئے
 غنٹی بوڑھے خمیدہ جوں کاں کپڑے کثیف
 کاٹے سبزہ زریں پر دہان پھیلاتے ہوئے
 پیاری پیاری بچیاں جھولانصائیں جھولتیں
 جھونپڑوں میں چلیوں کے سانسے سجتے ہوئے
 خوش ادا ہم جو لیاں تالاب پر جاتی ہوئیں
 خشکی وہ ساریاں ان کی متوج آفریں
 چھوٹے تالابوں میں جھالے دلربا اٹھتے ہوئے
 سر جھکائے بھیڑ باہم بے خبر چلتے ہوئے

صبح دل افزا میں تپے ناز سے گاتے ہوئے
 سنبھل کر کے پریشناں بال سلجھاتے ہوئے
 نرم پھولوں کو قبائے ناز پہناتے ہوئے
 مست بادل جھومتے تنوخی سے اٹھلاتے ہوئے
 اپنے تیر نیم کش سے دل کو تر پاتے ہوئے
 ناز میں پھولوں پہ بھونے ناز سے گاتے ہوئے
 مست غنچے اخضر میں پتوں میں شرماتے ہوئے
 پیاسے پیاسے گیت بھولے راگ میں گاتی ہوئے
 گھر بنا کر ناز سے مٹی کے اتراتے ہوئے
 اپنے ہنسنے سے کھلے پھولوں کو شرماتے ہوئے
 سر پہنے گھاس کے گٹھوں کو لیجاتے ہوئے
 مفت میں لڑتے ہوئے بچوں پہ چلاتے ہوئے
 نتھے نتھے بال رخ پران کے لہراتے ہوئے
 راگ کے معصوم جھونکے دل کو تر پاتے ہوئے
 انکے چاندی کے کرٹے کا گہر سے ٹکراتے ہوئے
 گھونگر و پاؤں میں ان کے حشر پہلے ہوئے
 ناز سے چلتے ہوئے سوچ و ختم کھاتے ہوئے
 اک سر بلاراگ نیچے گلہ بان گاتے ہوئے

ازو پھیلائے ہوئے تالاب پر عقابیاں جھلملاتے کچھ کنول پانی میں بل کھاتے ہوئے
 زرد پتے یاس سے چاروں طرف اڑتے ہوئے
 دل کو فانی زندگی کے راز سمجھاتے ہوئے

فضائے حیرت

سحر کی کلیاں لٹی ہوئی ہیں گلوں کی شاخیں جھکی ہوئی ہیں
 حسین تالاب کے کنارے حسین پریاں کھڑی ہوئی ہیں
 بزمِ شاخ گل شگفتہ میں صورتِ شمع چپ کھڑی ہوں
 فضا میں کوئل کی اک صد ہے تمام جنگل لرز رہا ہے
 حسین دنیا کی رہنے والی حسین فضاؤں میں نغمہ زاب ہے
 میں مثل اک غنچہِ سرورہ نولے تصویر بن رہی ہوں
 یہ کون منظر ہے پیشِ دنیا یہ کیسی دنیا ہے حسنِ آرا
 یہ کیا تماشا سا ہو رہا ہے یہ کیسے منظر ہیں جلوہ آرا
 میں دل میں تصویر کھینچتی ہوں نگاہِ حیرت سے دکھتی ہوں
 یہ کیا ہے اے میری چشمِ حیراں ہے کیا تماشا رخِ گلستاں
 میں کیا کروں اس مصوری کو مجھے ہے الجھن مجھے ہوں خلیماں
 ادھر ادھر کو جو دکھتی ہوں حسین طائر ہیں زخمِ زرا
 وہ ان کا گانا بصدِ مسرت یہ کیوں نولے نولے عشرت
 یہ ان کے نغمے ربابِ جنت ہیں صورتِ شمعِ محو حیرت

الہی اس مشت پر میں چھپکر ادا سے یہ کون گارہا ہے
 کہ دل پہ جو میں لگا رہا ہے جگر میں ٹیسیں اٹھا رہا ہے
 فضا میں نغمے لٹا رہا ہے مجھے پریشاں بنا رہا ہے
 یہ منہ دیوار چپ کھڑی ہوں یہ کون گاتا ہے اس ادا سے
 فضا میں نغموں کی یہ نزاکت یہ پھول چن کر ہوں محو حیرت
 میں کیا کروں زمر زموں کا یارب یہ ہے تعجب یہ ہی ہے حیرت
 جمال حیران و پر تحیر ہے حسن و نیا فضا نے حیرت



نجات موت

یعنی دورِ حاضرہ کی مشہور ادیبہ
 محترمہ مس جواب اسماعیل کے
 ان ولادیز مضامین کا مجموعہ
 جو انہوں نے اپنی والدہ مرحومہ
 کی یاد میں تحریر فرمائے اور
 جو اردو کے مشہور رسائل میں
 میں شائع ہو کر بے انتہا مقبول
 ہوئے یہ مضامین مصنفہ کے دلی
 جذبات کا آئینہ اور نظم و نثر کا بہترین
 نمونہ ہیں اور مسند دل بعض مضامین
 پر ہرگز آنسو بہانے پر مجبور ہو جاتے ہیں

محترمت الامی صاحبہ جن کے
 مضامین تقریباً بیس سال سے زمانہ

شہید وفا

پرچوں میں شائع ہو کر پسندیدگی کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں ان میں مندرجہ
 ذیل افسانے ہیں۔ شہید وفا نکاح کا انوس، محذوب کی سرگزشت، بیٹے
 کی تمنا، تصویرِ عبرت، لنگی کا راز، سیاہ نقاب پوش، جوہری کی دوکان،
 تین خونِ عصمت کی رلے ہے کہ محترمت الامی دورِ حاضرہ کی کامیاب
 افسانہ نگار خواتین میں سے ہیں، شہید وفا کے افسانے پڑھنے کے لائق ہیں
 تنذیب السواں کی رلے ہے محترمت الامی صاحبہ عرصہ سے اصلاحی
 معاشرتی مضامین لکھ رہی ہیں جو نسوانی حلقوں میں نہایت دلچسپی سے
 پڑھی جاتی ہیں۔ شہید وفا کے افسانوں کی زبان سادہ اور
 بے تکلف انداز بیان و نشین ہے

قیمت ایک روپیہ علاوہ بھول

لٹریچر کا پتہ۔ مینجمنٹ دہلی

مرغ آبی

آہ لے مرغ آبی پروردہ آغوش موج برق حسن ابشار و نور چشم آبجو
نغمہ رنگین دریا بلبل خاموش موج قلب کو تیری تناد دل کو تیری آرزو

صبح کا منظر سہانا دل کش نہر بہت فروش ہر طرف بہار ہے سبز رنگین مرغ نار
گل بدامن ہیں ہوئیں گلستاں ہو گل بدوش نور کی موجیں سی بھرتی ہیں فضا میں بقیار

ہے زمین سبزہ بدامن آسماں پر نور پوش دید کے قابل ہو موجوں کا حسین جوش نو
وا دیاں نناک ہیں صبح چمن شبنم فروش اڑ رہے ہیں غائر رنگین نوا ہر چار سو

اک سر ملایا راگ موجیں گارہی ہیں نائے غوطہ زن ہیں مچھلیاں محو ترنم ہیں جباب
ہے کرن سویر کی رقصاں سحرنا اچانے مضطرب ہر لہر ہے ہر موج میں انتہا ب

یہ سماں نہر بہت فروش دید چمن شک جنال بلبلوں کی یہ صدائیں اور یہ شور آبشار
کو کتی ہیں کوئلیں محو ترنم قمریاں آہ یہ صحرا کا عالم اُن کی جگل کی بہار

کنج عزت تیرا اس عالم میں ہے دامان جو چشمہ سیمیں کے نیچے قطرہ ہائے آب میں
پر سیمے سر جھکائے بے خبر بیٹھی ہے تو کھیلتی ہیں تجھ سے لہریں چشمہ پایا ب میں

یہ تیری بچی لگا ہیں یہ تیرا زریں لباس
زلّ ہی میں ہوں دیاں تیرے پروں پر بار بار
گر وہ تیرے پھلیاں مرغ آبیاب ہیں اُس پاس
کر رہی ہے چھڑ تیری زلف سے باد بہار

بترے بازو چومتی ہیں اُکے لہریں بار بار
صبح کی زلگین ہوائیں محو تیزین جمال
ہے کرن خورشید کی رخسار تاباں پرتار
تجھ پہ کیا آنے کو ہے کچھ یہ بھی ہر تجھ کو خیال

ہے شکاری تاک میں تیری سحر سے آہ آہ
مضطرب تیچھے درختوں کے ہو محو انتظار
تیری ہر حرکت پہ ہے بیدار دھالم کی نگاہ
تو ہوئی محو تاشا اور نشانہ دل کے پار

اُہ لے قلبِ خونیں یہ کیا ہے تیرے سنا
اُت یہ کیسا ہے نظارہ سین کیا دلہ وزنا
دکھ گئیں آنکھیں دھڑکتا ہے کلیم زور سے
منتظرِ نیرنگ دنیا کس قدر جاں سوز ہے

قلبِ ساکت ہو گیا سب آرزوئیں کہ ہیں
اشکِ نشان آنکھ ہے اور غولِ بد اس ہے لگا
آنسوؤں کی تازہ لڑیاں تابہ مڑگاں لگئیں
اُہ لے مرغابِ لے مقتولِ حسرت اُہ آہ

سانے میرے رکھا، طشتِ لبرِ تیرے لہو
بوٹیاں گئی ہوئی سی پارہ ہے قلبِ جگر
اُہ ہی ہو خونِ دل سے گلشنِ اراں کی بو
آنکھِ حسرتِ خیز یاس آمیز ہے بچی نظر

حسرتیں بائیں پتالاں نامرادیِ نوحہ
دل کے سب کمرے جدا ہیں پارہ پارہ ہو
زخماں دل میں نیرنگ جہانِ خندہ زن
خود غرض دنیا بتا دے کچھ تجھے بھی ہر خبر

حسرتیں ہیں دلیں مضطر آہ و لب کے قریب
تجھ سے بڑھ کر بھی زمانہ میں ہر کوئی بے نصیب

دیکھتی ہوں تیری جانب سر جھکا کر پاس سے
دو گھڑی کے لطف کو کیا کیا تم تجھ پر سے

میری آنکھیں ہیں تیری غمگین نظروں پر نشا
مضطرب دل قلب غم گیں اور جگر ہی بے قرار

خون چکاں ہے آہ سوزاں دہا میر دل
پڑ رہی ہے یاس سے تجھ پر نگاہ منہ غفل

ہیں ترے انفس آخر محو حسرت آہ آہ
خونچکاں غم میں ہیں گے تیرے یہ شام دیکھا

آہ لے مر غاب تو دنیا میں اب گرچہ نہیں
حسرتیں تیری اگرچہ ساتھ تیرے مٹ گئیں

یہ گل خنداں ہیں گے چاکل خونیں قبا
عالم ترکیب بن جائے گا اک ماتم سدا

روئیں گی تیرے لئے تاحشر آنکھیں اس کی
خون روئے گی جمال مضطرب کی بے خودی

ہمنسی کی باتیں
عامیانا اور بازاری
لطیف نہیں جو چکر
پن سے بھرے ہوئے ہیں، یہ کتاب ہندوستان کے مغز
گھڑائی کی قمر خواتین کے لئے نئے طبع زاد مہذبہ لطیف
ہیں جنہیں پڑھ کر سنجیدہ انسان بھی جتنے بغیر رہ سیکے
لطف یہ ہے کہ وقار و تہذیب سے گرا ہر کوئی لطیف نہیں
مہذبہ ظرافت کی یہ بہترین کتاب ہے عورتوں
اور مردوں۔ بڑوں اور بچوں سب کو پسند
ہے۔ قیمت ۸ روپے۔
لٹریچر کا پتہ سینٹر عصمت دہلی

عقل کی باتیں
دنیا کے بڑے
پنہیروں،
بادشاہوں مصنفوں شاعروں ادیبوں اور
فلاسفوں کے وہ ۷۰۰ اقوال جو برسوں کے تجربوں
پر مبنی ہیں جن میں زندگی ہمنسی خوشی کا میابی سے گذر
نے کا راز ہے جس میں حیات انسان کی پیچیدہ پوچھ
گچھیاں سلجھانے کا حل ہے، دل بہلانے غم غلط کو نیک
بہترین ذریعہ ہیں ان بیش بہا مشوروں کو سچے اور پُر
عز کرنے کے عقل بڑھتی ہے۔ قیمت صرف ۸ روپے

کونل کی پہلی آواز

رات کا پچھلا پہر یہ شبنمی تاروں کا نور
 ادس کے باریک قطرے اشک چشم نازِ خور
 چاندنی کا آخری ہلکا سا پر تو نورِ بار
 ہلکی ہلکی سی سفیدی کے نشاں کچھ آشکار
 ہر طرف خاموش عالم ہر طرف کامل سکوت
 کر رہا ہے طے سکوں سے آخری منزل سکوت
 سبز تپے سرنگوں خاموش سر ڈالے ہوئے
 عکس ہیں پیڑوں کے یاد ہے خیالِ قلب کے
 نور چھین چھین کر فضا کے چرخ سے سمت زمین
 چپکے چپکے کر رہا ہے بارشِ سیم آفریں۔
 مطلعِ انوار ہے یعنی جبین آسماں
 کچھ سفیدی کچھ سیاہی بادلوں کا سماں
 چپکے چپکے وہ شکر فوں کے چٹکنے کی آوا
 تھا ابھی غنچہ ابھی کھل کر کٹورا بن گیا
 نیم بازی نازیں پھولوں کی بھگی سی فضا
 رات کا ساکن دُہند لکا ادس میں ڈوبا ہوا
 سوتے سوتے یعنی ایک دم آنکھ جو میری کھلی
 تھی فضا خاموش ساکت شبِ دلہن کی تھی کلی

چپ نگوں سر جابد و خاموش گلہائے گلاب
 انگھڑیاں را بیل اور بیلے کی محسن خواب
 نغمہ کوئل سے اتنے میں سماعت کھنچ گئی
 موسم گل میں یہ پہلی بار تھی نغمہ زنی
 دل کی ساکت رگ میں حشر بخود ہی پیدا ہوا
 کوک میں کوئل کی قلب مرتعش کھینچے لگا
 آہ میں کوئل کی اک تازہ پیام غم نصیب۔
 چپکے چپکے آگیا میری سماعت کے قریب
 بلبغا سا نور کا ترکا وہ دہندلی سی فضا
 اور وہ کچھ دور پر کوئل کی غم افزا صدا
 یاس افزا زندگی کے گیت پھر گانے لگی
 آہ پھر اپریل میں کوئل نظر آنے لگی
 پھر وہی میں اور وہی کوئل کی غلین داستان
 قلب شاعر کے لئے یارب ہیں کتنی سختیاں
 رات کے پچھلے پہر میں لے جاں غم نشین
 پھر وہی میں اور وہی میرے خیالات حزیں



مشہور ادیبہ محترمہ حجاب اسماعیل صاحبہ کے ۵۰ نمبر
 دلاویز مضامین کا مجموعہ نظم ناشر کے بہترین نمونے
 مصنفہ کے شاعرانہ خیالات ادب زریں میں دیکھیے۔ قیمت صرف آٹھ آنے
 مینجی عصمت دہلی

جناں آباد میں

رو و جہنا آ رہی ہو پیچ و خم کھاتی ہوئی
 جا رہی ہے چھڑتی سبزہ کو لہراتی ہوئی
 ہر قدم پر ناز پنہانی سے بل کھاتی ہوئی
 سیم گوں موجیں ہیں اس شوخی سے بل کھاتی ہوئی
 دہندلی دہندلی چاندنی پانی میں لہراتی ہوئی
 گنگا جمنی دھاریاں لہروں میں ٹھلاتی ہوئی
 کوثر فردوس میں لہریں ہیں لہراتی ہوئی
 بجلیاں لہروں کی ہیں جہنا کو چمکاتی ہوئی
 کوٹھی بلور جہنا پھرتی ہو گاتی ہوئی
 بالہری نازک ہوا کی راگنی گاتی ہوئی
 ہلکی ہلکی کشتیاں موجوں میں تھرتی ہوئی
 صاف اور شفاف پانی میں چمک جاتی ہوئی
 بہکی بہکی یہ ہوائیں دل کو بہکاتی ہوئی

نازنین لہروں کے آئینے سے چمکاتی ہوئی
 نرم و نازک شوخ ہچکولوں میں اٹھلاتی ہوئی
 کچھ بجائی کچھ بچکتی سسٹی سسٹی ہوئی
 ہلکا ہلکا صبح کا نازک دہندلکا ہرواں
 چمکیاں تارونکی ڈمگمک ہو رہی ہیں موج میں
 پر تو رکھائے نگین ہے نزاکت آفریں
 قطرہ شبنم پر دو کرکس نے لڑیاں گونڈیں
 جھلملاتے موتیوں کا ایکے ریاء ہرواں
 چوٹیاں کوہا کی شاید ڈھکی ہیں برصے
 ہلکے ہلکے شوخ نغمے زیر و بم کھلتے ہوئے
 سادہ دل ملاج اپنی ڈونگیاں پکھلتے
 نیلو فر کی مست کلیاں اوس میں بگی ہوئی
 مرقع پانی کی سیس میں فضا بلور سی

(۳)

حسن حورانہ سے ہیں منظر کو شرماتی ہوئی
 برنیاں تنگل کی ہیں آنکھوں کو بہکاتی ہوئی
 بھولی بھولی ہر نظر جہنا میں لہراتی ہوئی
 وہ گلابی کہنیاں "ہر وقت بل کھاتی ہوئی"

اک کنا سے بھولی بھالی لڑکیاں گارلے
 گلشن فردوس سے حوروں کا جھرمٹ اگیا
 سادہ سادہ ہر او میں سادگی بچپن کی
 وہ بکیتی انگلیاں پانی سے کرتیں چھڑ چھاڑ

ایر دس خم دارا کی بیچ و خم کھاتی ہوئی
 خشکی سی چاندنی پھولوں پہ لہراتی ہوئی
 چونک کر وہ سر اٹھاتی اپنا گہرائی ہوئی
 اور پہلی ہائے سے کہہ کر اچھل جاتی ہوئی
 ہلکے ہلکے نرم قدموں میں لچک کہانی ہوئی
 ساریوں کی سلوٹیں بوندیں سی ٹپکاتی ہوئی
 اور کسی ماتھے پہ نشی زلف لہراتی ہوئی
 وہ نیکی بوندیاں موتی سے یر ساتی ہوئی
 پیاری پیاری انگلیاں بیٹ چ و خم کاتی ہوئی
 پھلہڑی جیسے ہو رنگین پھول ساتی ہوئی
 سطر پر دیں ٹوٹ آئی نور برساتی ہوئی
 ریت پر یا اوس ہو موتی سو بکھراتی ہوئی
 جس طرح ہورات کالی اشک ٹپکاتی ہوئی
 پھول سے گالوں پہ کچھ لہریں پہ لہراتی ہوئی
 جس طرح فردوس کی حوریں مہیں اٹھلاتی ہوئی
 جس طرح رنگین شفق ہو رنگ پھیلاتی ہوئی

ارنگیں جنت کی پریاں آن واحد میں جمال

رہ گئی سنسان جہنا ٹھو کریں کھاتی ہوئی

ان کے وہ بلور سے پہونچے وہ دہانی ہوئی
 بلکی سی ساریاں سب غسل کی پہونچے ہوئی
 کوئی چکر سے کسی پھینکتی دو بوندیاں
 ہنس کے اپنا پورا گرا گراں کے اوپر اٹھاتی
 کھیل کر پانی میں گھسٹوں سب نکلتیں نا سے
 گیلی گیلی ساریاں ہیں جسم کو پٹی ہوئی
 ہے کسی کے گال پر بالوں کی اک لٹ جی
 ریت پر وہ تنگے پاؤں ان کے وہ گیلے نشان
 جلدی جلدی ساریاں تبدیل کئے لگیں
 گیلی گیلی ساریاں جن کر بخوریں اس طرح
 قطرہ ہائے آب ٹپکے اور ستاے بن گئے
 یا جہن خاک پر شبنم نے یا افشاں چنی
 گیلے گیلے بال پھر سب نے بچوٹے اس طرح
 جلدی جلدی لگیاں پھر اپنی سب بھر لگیں
 لیکے گا گر پھر قدم سب سے اٹھائے اٹھ
 گنگا جتی ساریاں قوس و قزح دکھلائیں

نوجوان بیوہ

اداس دستہ ملول غمگین نہ روئے تاباں فردغ منظر

سراشک پرخوں نگاہِ خوہنیں

نہ سرخ پاؤں نہ دست رنگیں

نہ چشمے گوں نہ زلف مشکیں

نہ لب پہ خندہ نہ قلب خنداں

نہ سُرخ پہ غازہ نہ چشمِ قصاں

نہ شوخ جلوہ نہ حسن و رزاں

وہلا نہ کپڑا چنی نہ افشاں

گندھی نہ چوٹی نہ سر پہ جھومر

جڑے ہیں موتی نہ گیسوؤں پر

نہ مانگ نکلی نہ زلف کا فر

نہ آنکھ بجلی نہ ہونٹ احمر

نہ سلک ونداں سوادِ اختر

نہ چشم حیراں شرابِ پیکر

نہ زلف پچاں شمیمِ وریہ

نہ لب میں پرویں نہ مکرلے

جگر میں شعلے جگمگائیں

نظر میں قطرے چمک رہے ہیں

گلے میں نالے اٹک رہے ہیں نہ کوئی ہمدرد خیالِ دل کا
لبوں پہ شعلے بھڑک رہے ہیں نہ کوئی ماتم وبالِ دل کا
جگر میں چھالے کھٹک رہے ہیں

گھٹی ہیں آہیں چھپے ہیں نشتر جو ان پر وہ یہ حالِ عسرت
جھکی ہیں نظریں جھکا ہوا سر نگاہِ بیسنا ہے اشکِ حسرت
نہ اشکِ ٹپکیں نہ ہے مژدہ تر یہ حالِ تیرا پیامِ عبرت
مگر ہیں ٹیسیں جگر کے اندر ہو دل میں پیدا نہ کیوں حرارت

کے سنائے کہا فی غم دکھائے تو نے عجیبِ منظر
کے دکھائے یہ چشمِ پرہیز لگائے نشتر جگر میں میرے
کے بنائے انیس و بہرہ لگائے چرکے دلِ حزیں پر
کہاں سے لائے عجیب و مجرم نظر سے ٹپکے ام کے گوہر

نہ کوئی ڈالے نگاہِ مضطر لبوں میں نالہ مچل رہا ہے
نہ کوئی پوچھے ہے کیوں نگوں سر جگر میں شعلہ بھڑک اٹھا ہے
نہ کوئی دیکھے ہے چشمِ کیوں تر ہو کا قطرہ سرِ اشکِ زہے
نہ کوئی پونچھے یہ اشکِ آکر دلِ جاہلہ ترپ گیا ہے

نہ کوئی محرم ہے حالِ دل کا
بھلا کسے غم غلامِ دل کا

زیب النساء پہلچٹری چھوڑ رہی ہے

سکوت شب کی خموش دیوی فضاؤں میں مسکرا رہی ہے
 تبسم کیف آفریں سے فلک پہ تارے لٹا رہی ہے
 حسین شبنم کے نرم قطرے ٹپک کر ڈھلک رہے ہیں
 خموش راتوں کی مست رانی سپید موتی لٹا رہی ہے
 فضا کی خاموش زندگی حسین چھینٹوں میں گھل ہی ہو
 گلوں کی شفات مسکراہٹ لطیف مریخی میں گھل ہی ہے
 دہلی ہوئی چاندنی کے پرتو میں عکس صد برق طور گویا
 ہنسنے ہوئے مست نازتائے تجلی رنگ نوز گویا
 کھلے ہوئے سرخ و شوخ غنچے ہوئے ہیں مست ہر ذرا الفت
 ٹپک رہی فضا میں شبنم برس رہا ہے بلور گویا
 یہ رات کا دل فریب منظر نظر کو لیے خود بنا رہا ہے
 خموش دل کے لطیف جذبے نئی ادات جگا رہا ہے
 ہر اک گلی چاندنی کی موجوں میں مست ہو کر ہنسا رہی ہے
 فلک کی سیمیں جبین حسینہ شراب کوثر بہا رہی ہے
 سپید و راق چاندنی میں کھلے ہوئے ہیں حسین نرگس
 چمن کی مستانہ انکھڑیوں کو حسینہ شب جگا رہی ہے
 ہوا کے جھونکوں میں عطر جنت کہاں سے کھنچ کھنچ کے آ رہا ہے
 گلوں کی خوشبو کا ہر جھکولا بہار فردوس لا رہا ہے

حسین گلشن کی عطر بنی سپید غنچوں میں ڈھل رہی ہے
 ہر ایک پتہ پر چاندنی کی شعاع کروٹ بدل رہی ہے
 ہلک رہا ہے خموش سبزہ بچھا ہوا فرش مخلص ہے
 بہار جنت کی نغمہ ریزی خموش شب میں گچھل رہی ہے
 حسین چہنچہ کی ہر سپیدی میں رنگ کوثر جھلک رہا ہے
 کہ شیشہ آب گوں کی تہ میں قمر کا پرتو ڈھلک رہا ہے
 چمن میں بکھری پڑی ہیں کیسی بہار کی دلنشین ادائیں
 یہ ساز کی نغمہ ریز تانیں یہ راگ کی رس بھری صدائیں
 حسین و نازک مغنیہ کی ہر ایک ٹھوکر میں رقص پنہاں
 یہ بزم شیریں کا کیف سادہ خوشی کی یہ دلنشین ادائیں
 چمن معطر، فضا معطر، ہوا میں یہ راگ عیش و عشرت
 وہ تین محبوب گائیکوں کا مہربان ملا نا بصد مسرت
 وہ کسی زر بدوش یعنی جسے چمن کا نکھار کھئے
 وہ پیاری صورت وہ ناریتہ جسے گزیب بہار کھئے
 وہ شاہزادی عقیقہ در عنا جسے دل لالہ زار کھئے
 وہ زیب نسواں "وہ فخر شاہان حسین جس کو نگار کھئے
 خدایا یہ سطر کج کاشانی کسی نے شاید بکھیر دی ہے
 چمن میں ہیں یہ بہیلیاں یا سپید مونی کی اک لٹی ہنے
 حسین ہاتھوں میں پھلچٹری کا سماں نرالا بندھا ہوا ہے
 برس ہے ہیں گل شگفتہ نیا چمن ایک کھلا ہوا ہے
 یہ پھلچٹری چھٹ رہی ہے یارب کتا مے اوپر سے گر رہے ہیں

گلوں کی بارش برس رہی ہے سنا اک ایک منظر ہے
 یہ پھل پھری کھل رہی ہے یا رب کہ سطر پر دین بکھر رہی ہو
 چمکتے شفاف بام و در پر نزلے پر تو کی جھللی ہے
 لبوں میں الفت کا اک تبسم نئے شگوفے بنا رہا ہے
 کسی سسلی کا شوخ آنچل ڈھلک کے شانے پر رہا ہے
 وہ شاہزادی کا دستِ نازک لطیف و محسوس ساوگی میں
 عجب انداز و نشیں میں نزلے غنچے لٹا رہا ہے
 بہار قدموں کے جس کے نیچے خوش و چپا پتہ رہی ہو
 وہ حور دنیا نزاکتوں میں نئے شگوفے پر در رہی ہو
 عجیب شائیں ہیں سادگی کی عجیب آئیں ہیں زندگی کی
 عجب بہاریں ہیں دلبری کی کسی کی قلبی شگفتگی کی
 وہ شاہزادی کا طرز نازک نظر کو مدہوش کر رہا ہے
 عجیب عالم ہے میرے دل کا عجیب حالت ہی بخودی کی
 بہار ششدر، چین خیز عجیب سکے تیں آسمان ہے
 جمال حیراں و پرتو تھیر یہ کیسا نادور سماں یہاں ہے



بیل میں میلہ
 غدر کی ماری شہزادیوں کی آپ بیتی وہ دل ہلا دینے والی کہانیاں کہ
 بدن کے رنگے کھڑے ہو جائیں۔ دو سال تک رسالہ عصمت میں
 چھپ کر ان کی وہ بوم جھلکی ہے۔ تین چار کئی کئی رنگ کی ہلاک کی خوبصورت تصاویر زر کثیر خرچ
 کر کے لگا لی گئی ہیں قیمت ۱۲ روپے دواغ ظفر بھی اس کے ساتھ منگائے۔ ملنے کا پتہ میجر عصمت دہلی

گلہ بان لڑکی

ہر گلی پیمانہ کوڑ کا لیسنے جام ہے
 کھیلتی ہیں سبز چھلی بن کے سطح آب میں
 لمحہ لمحہ میں سر کرتا جا رہا ہے آٹھ میں
 دامن تالاب پر رنگ حسا آیا ہوا
 کوکب میں ظالم کی پنہاں ہے نرالی اڑتا
 ابر کے ٹکڑے ہیں مصروف خرم ناز میں
 اونچے میناروں پڑھندلا شام کے گھٹا ہوا
 دادیوں میں طائر وں کے جھگڑے پیش رخ شگ
 شام کی کیفیتوں میں ملکی ریشنی
 الغرض برسات نے منظر پہ جادو کر دیا
 اس سماں میں اس اچھوٹے منظر گل پوش میں
 اس سرک کی نہ ہتوں میں اس نئے انداز میں
 دھیمی آوازوں میں نازک گیت اک گاتی ہوئی
 اور دن بھر کی ٹھکن ہے زردی رخ کا پیام
 اس کی آنکھوں کو چمکتی ہے ہلا کی روشنی
 اسکا ہر جذبہ ہے سادہ اک نئے اعجاز سے
 اس کی ناداری و عسرت ہر قدم و جلوہ گر
 ابروئے ملک و ملت اس کے جذبوں میں ہے

موسم برسات رنگین کیف وقت شام ہے
 ڈوبتو سورج کی کریم لٹ کر تالاب میں
 چھپے ہا ہے یعنی سورج جھانڈیوں کی جھانڈ
 ہے شفق کا عکس رنگ شام پر چھایا ہوا
 کوکب ہے ایک کوئل سبز پیل میں پنہاں
 آسمان پر بادلوں کی لہریں ہیں لہریں
 جھونپڑوں سے ایک ہلکا سا دھواں اٹھتا ہوا
 صاف اور شفاف سڑکیں ہو گئی ہیں بڑنگ
 یہ سماں فردوس پرور یہ نمود زندگی
 ہر گلی پر سادگی کا ایک عالم چھا گیا
 اس حسین دنیا میں اس وقت سخن بڑوں میں
 اس نرالی تازگی میں اس فضا نے ناز میں
 گلہ بان لڑکی پس گم ہے اٹھلاتی ہوئی
 آہی ہے بے خبر سرد شوخ و خوش خرام
 اس کی چپوں سے برستی ہے غضب کی ساگی
 اس کا ہر انداز بھولا ہے عجب انداز سے
 محنت روزانہ عکس زندگی ہے ہر نظر
 خدمت قومی کی رنگینی لبوں سے ہے عیاں

نفرش رفتار ہے اس کی وطن کی زندگی
شوخ گفتار سکی قوم کی ہے تازگی
دست نازک رات دن سرگرم کار قوم ہو
پاؤں کا ہر تپلہ یعنی نثار قوم ہے
ہر گھڑی مصروف محنت ہر گھڑی سرگرم کار
ہو گیا ہر لمحہ محو خدمت ملک نزار
گلہ بان لڑکی کی یہ وسعت نگاہی دیکھنا
اس کی ہر بھولی نظر میں خوش ادائی دیکھنا

تصانیف محترمہ صغرا ہمایوں مرزا صاحبہ

مشیر نسوان یا زہرا ایک چھپ
اخلاقی ناول
جس میں لڑکیوں کو بہت سی بیش بہا اخلاقی
باتیں بتائی گئی ہیں قصہ دلچسپ اور نتیجہ خیز ہے
طرز بیان بیدار سان اکابرین قوم نے جسے پڑھ کر
حسب ذیل ریویو کئے ہیں۔
علامہ شبلی نے دیکھ کر فرمایا تھا یہ کتاب محاسن سے
ملو اور معائب سے بھرنا کل پاک ہو جسٹن شرق الدین جٹ
کی رائے میں اس کتاب کی سلاست و طرز تحریر سے
نہایت نیکر ہو کتاب ہم باہمی ہوا جا مشیر و کن کی رائے
کیا بلحاظ مضامین کیا بلحاظ زبان بڑی دلچسپ و دلآویز
کتاب ہے ہر مخبر و کن عورتوں کے لئے نہایت دلچسپ
اخلاقی ناول ہے شوکت اسلام منبیل ناول ہے،
جس میں عورتوں کی ہر حالت اور ہر عمر کے متعلق
فضائل اور معلومات کے ذخیرے دلچسپ طریقے سے
بیان کئے گئے ہیں۔ بار سوم قیمت عیم
ملنے کا پیرہ منبیل عصمت دہلی

سرگزشت ہاجرہ دلچسپ و سبق
آموز قصہ
کے پیرایہ میں اخلاقی و اصلاحی جواہرات کا بیش
بہا ذخیرہ جس سے معلوم ہوتا ہو کہ ازواجی زندگی
میں جو بزرگی پیدا ہو جاتی ہے عورت انہیں کس طرح
دور کر سکتی ہے چار سیلیاں ایک جگہ جمع ہو کر آپ بیتی
سناتی ہیں ان میں ہاجرہ کی سرگزشت بہت زیادہ
دلچسپ و مفید ہے اور بتائی گئی کہ بویاں بگڑے ہوئے۔
گھر کس طرح سنواری اور ہاتھ سے نکلے ہوئے شوہر کو
کو کیونکر اپنا کر لیتی ہیں۔ علامہ سراجال کی رائے
ہے ستورات کے لئے نہایت مفید کتاب ہے۔ بیگم
صاحبہ مرعید القادر کی رائے یہ نہایت اچھی اور
دلچسپ کتاب ہے اس میں ہر قسم کے نقائص کی بڑی
خوبی سے قصہ کے پیرایہ میں اصلاح کی ہے۔
باتوں باتوں میں اخلاقی سبق اس سے حاصل ہوتے
ہیں بار دوم قیمت ۱۰

دریا کے کنارے

پانی بہتا چلتا ہے
سناٹا سا کچھ چھایا ہے
لہریں ہیں کچھ میلی میلی
تارے جھک جھک پڑتے ہیں
ابر کے ٹکڑے اڑتے ہیں
تارے جھم جھم ہوتے ہیں
شاخیں سر بگریاں ہیں
چاند بھی ہے کچھ کھویا کھویا
ابر میں چھپ چھپ جاتا ہے
کچھ بہکا بہکا چلتا ہے
مشنم پٹ پٹ پٹ روتی ہے
جنگل چپکا سوتا ہے
ہر پتہ میں خاموشی ہے
ہر ذرہ چپ ہو قطرہ چپ ہے
سب گھماے ریکار چپ ہیں
دریا کی سب موجیں چپ ہیں
سوتی ہو گلوں میں چپ خوشبو
چلتی ہے ہوا کچھ دھیمے دھیمے

کچھ دکھ سہتا چلتا ہے
پانی کچھ مرجھایا ہے
موجیں ہیں کچھ پھیلی پھیلی
پتے پنپ پنپ چھڑتے ہیں
کٹے ہیں پھر جڑتے ہیں
طار چیکے سوتے ہیں
بالکل چپ اور حیراں ہیں
کچھ جاگا سا کچھ سویا سویا
ہر تارے کو چمکا تا ہے
پانی میں بھٹکتا چلتا ہے
جو آنسو ہے وہ موتی ہے
منظر پر سناٹا ہے
ہر کو نیل میں بے ہوشی ہے
افلاک کا اک اک تارا چپ ہے
چمپا کی سب کلیاں چپ ہیں
بل کھانے والی لہریں چپ ہیں
رجھل رل ہوتے ہیں جگنو
پھولوں کی فضا میں چپکے چپکے

ملکے ملکے گیت ستاتی رک رک کر اک تان لگاتی
بھگے بھگے پھول رسیلے چپکے چپکے ہیں کچھ ہنستے
یہ خاموشی اور سناٹا اور یہ ساکت موج دریا
ان آنکھوں سے کیا کیا دیکھیں اس دنیا کا ہر ذرہ دیکھوں
یار یہ سب منتظر کیا ہیں صحرا کیا ہیں گھرا دریا کیا ہیں
خاموشی کیا؟ سناٹا کیا ہے؟ آدھی رات کا دریا کیا ہے؟

یہ سب کیوں ہے یہ سب کیا ہے؟
خود میں کیا ہوں؟ جالہ کیا ہے؟



انتاہ و اطلاع کتاب آئینہ جمال یعنی سلسلہ نظمیات

میں جس قدر نظمیں شائع ہو رہی ہیں ان سب کے دائمی حقوق اشاعت محفوظ ہیں
اس لیے کوئی صاحب کسی نظم کو اسی طرح یا کچھ بدل کر کسی کتاب یا رسالہ میں شائع
نہ فرمائیں ورنہ اخلاقی ہی نہیں قانونی جرم کے بھی مرتکب ہونگے اور انہیں برا
خیال زدہ بھگتنا پڑیگا۔ البتہ تاجران کتب جس قدر جلدیں چاہیں بغیر عصمت دہلی سے
منگاسکتے ہیں معقول کمیشن دیا جائیگا۔

راذق الخاوری

دفتر عصمت دہلی

محبوب المطابع برقی پریس دہلی میں طبع ہوئی۔

فخر نسواں ہندوستان خاتون اکرم جنت مکانی کے لاجواب

افسانوں کا شاندار مجموعہ

گلستان خاتون

جس میں شہید ظلم، آرزوؤں پر قربانی، انقلاب زمانہ، تربیت اولاد، طرز زندگی، سچ کی فتح، دوسری شادی وغیرہ وغیرہ۔ فخر نسواں خاتون اکرم کے وہ سبق آموز موثر اور دروازہ گیر افسانے ہیں۔ جو نسوانی دنیا میں غیر نانی و جدید رکھتے ہیں۔ جن کی وجہ سے زمانہ رسالوں کے خریداروں میں سیکڑوں کا اعتماد ہو گیا تھا۔ اس سے پہلے کسی ہندوستانی خاتون کے ایسے ہندو پارہ افسانوں کا مجموعہ اردو میں نہیں چھپا ہندوستانی خاتون گلستان خاتون پر چھنا فخر کریں کم ہے ہر افسانہ ہماری معاشرت کی تصویر ہے۔ کہیں ہنس آتی ہے کہیں آنسو نکلتے ہیں پھر یہ اخبار کہتا ہے کہ وہ دلچسپ افسانے ہیں جن میں کوئی رافضی خلافت قیاس نہیں بلکہ عین مشاہدہ اور فطرت کے مطابق ہیں ان کی تحریر سب سے زیادہ دلچسپی کا باعث بنتی ہے۔ ابتداء یا سب سے پہلے نہ صرف خاتون بلکہ مردوں کو بھی اس سبق آموز اخلاقی افسانوں کا مطالعہ ضرور کرنا چاہیے۔ رہنما کہتا ہے، پڑھنا نہایت دلچسپ موثر اور آسان ہے ہر افسانہ اس قدر دلکش ہے کہ بغیر پڑھنے کے چھوڑنے کو بھی نہیں چاہتا یہ افسانے ہمارے موجودہ تمدن و معاشرت کی خرابیوں کی اصلاح کرنے والے ہیں۔ ذوالقرنین کہتا ہے ان میں ایک خاص خوبی یہ ہے کہ جس کا کہیے بیان کیا ہے اس میں موقع و حیثیت کے لحاظ سے زبان و لہجہ استعمال کیا گیا ہے ہر افسانہ دروازہ کام آنے والی مفید و تیز باتوں کا حامل ہے۔ آرٹ کاغذ پر خوبصورت چھاپا ہے۔ قیمت ایک روپہ چار آنہ ۱۶

بھڑکی بیٹی

نہایت دلچسپ سبق آموز افسانہ جو کہیے زمانہ رسالوں میں شائع ہو کر بے انتہا پسند کیا جا چکا ہے ایک لڑکی ماں باپ سے بھڑکتی ہے اس کی جدائی میں ماں باپ کی جو کیفیت ہوتی ہے صرف کتاب پڑھنے سے تعلق نہیں ہے برسوں کے بعد وہی لڑکی اس طرح ملتی ہے کہ جنت مکانی کے

۱۶

مصور غم حضرت علامہ رشید الخیری مدظلہ کے رسالے
جنہیں مشررازق الخیری ایڈیٹ کرتے ہیں

1331

عصمت بنات

مسلمان بچیوں کے لئے نہایت مفید اور
دیکھ پ رسالہ جس کی زبان اتنی آسان ہوتی
ہے کہ دس گیارہ برس کی بچیاں بھی سمجھ سکیں۔
نہایت دیکھ پ گہانیاں اور مفید مضامین
براہ شائع کئے جاتے ہیں۔ بچیاں اپنے
شوق سے بنات کا مطالعہ کرتی ہیں،
عصمت کے علاوہ صرف یہی پرچہ ہے
جس میں حضرت علامہ رشید الخیری قبلہ ہر
ماہ دس یا مضمین تحریر فرماتے ہیں۔
بنات کا مقصد مسلمان بچیوں میں مذہبیت
پیدا کرنا ہے اور تربیت گاہ بنات جیسی مفید
ورنگہ کی امداد۔ اس لئے ہر مسلمان کو
یہ رسالہ خریدنا چاہئے۔

چند سالہ بھی اس قدر کم کہ غریب سے
غریب مسلمان خرید سکیں یعنی صرف
ایک روپیہ آٹھ آنہ فیڈیو مئی آرڈر۔
اس قدر ستارہ نامہ پر ہم کہیں نہیں
لی سکتے۔

ہندوستان بھر کے تمام زمانہ
اخبارات و رسائل میں سب سے اچھا اور
سب سے زیادہ چھپنے والا مشہور و معروف
با تصویر ماہوار رسالہ جو ۲۵ سال سے
کامیابی کے ساتھ جاری ہے۔ عصمت
نام اردو رسالوں سے زیادہ تعداد میں
ورنگہ کی بہترین لکھنے والی خواتین
نے اعلیٰ درجہ کے مضامین ۸۰ صفحوں پر ہر
ہ شائع کرتا ہے۔ عصمت ہی وہ رسالہ
ہے جو صوری و مخفی خوبیوں کے لحاظ
سے شریف بیگمات کیلئے ہندوستان
چونی کارسار کہا جاتا ہے۔
سالانہ چند نامہ دلچسپ
مردم عمومی کا دلچسپ

منجر عصمت و بنات کو چھپان دہلی